شماره ۷

جلد ۲۲

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

وفا 1360 ھش

جولائی 1981ء

ایڈیٹر غلام باری سیف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

شعبان ۱۴۰۱ھ

وفا ۱۳۶۰ ہش

جولائی ۱۹۸۱ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

مدیرانِ اعزازی

ملک صلاح الدین صاحب بھارت

مبارک احمد صاحب ساقی لندن

کمال یوسف صاحب سکینڈے نیویا

فہرست مضامین

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔

مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دارالصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۲۱	ماھنامہ انصاراللہ ربوہ	شمارہ ۷

وفا ۱۳۶۰ ہش

حکمتِ ایمانیاں را ہم بخواں

مؤلفین نے حکماء اور داناؤں کے اقوال جمع کئے۔ لوگوں نے انہیں اپنے لئے نصب العین اور مطمع نظر بنایا۔ نمایاں مقامات پر سنہری حروف سے انہیں لکھوایا کہ یہ حکماء کی ساری عمر کے تجربات کا نچوڑ تھے۔ یہ ان کی ذہانت کا شاہکار تھے۔ یہ ان کی خداداد ذہانت کا مظہر تھے۔ ہمارے وقتوں میں مولوی فاضل کے نصاب میں "صوان الحکمت" کی ایک کتاب تھی جس میں حکماء کے اقوال جمع کئے ہوئے تھے۔ حکماء کے اقوال کا مطالعہ جہاں انسان کی خرد و دانش کو بڑھاتا ہے۔ وہاں ان پر عمل انسان کو زندگی کی منزل میں کئی لغزشوں سے بچاتا ہے۔

ایسی ضرب الامثال اور اقوال کو بسا اوقات صاحب دانش دو پر نظر کے سامنے رکھتے ہیں۔ اور یہ خالی از فائدہ نہیں۔ کہ یہ اقوال حکماء کی زندگی کا نچوڑ اور ان کے گہرے غور و فکر کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ ارشاد رسولؐ ہے کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ اَخَذَھَا حَیْثُ وَجَدَھَا کہ حکمت کی بات مومن کی گمشدہ متاع ہے جہاں ملے اسے لے لے۔ یہ مومن کی ہی متاع ہے اس کا وارث وہی ہے۔

دنیا کے سارے حکماء کے تجربات اور اُن کے اقوال کے بالمقابل اللہ تعالیٰ کے اقوال اس کے رسول کے ارشادات افضل اور مفید ہیں۔ جسے خدائے ذوالعرش کی سرکار سے یہ سند ملی مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ کہ رسول کا نطق خدا کا نطق ہے۔ یہ شمع جلتی ہے آسمانی تیل سے اور اس کا نور مستفاد ہے اُس نور سے جس میں ظلمت کا کوئی شائبہ نہیں۔

مغربی اور یونانی حکماء کے اقوال کے مطالعہ کا شوق رکھنے والو۔ اس کے اقوال کا بھی مطالعہ کرو کہ وہ سعادت دارین

کا راہنما ہے۔ وہ اس آسمانی معلّم کا تلمیذ ہے۔ وہ سب علوم کا منبع ہے۔ وہ حکمتوں کا جامع ہے۔ اس کا کوئی قول اس کا کوئی عمل حکمت و دانائی سے خالی نہیں۔ ؎ اے کہ خواندی حکمت یونانیاں۔ حکمتِ ایمانیاں را ہم بخواں

اس غرض کے لئے قارئین کی خدمت میں ہم کنز العمال سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مختلف اخلاق کے عناوین تحت آپ کے ارشادات پیش کر رہے ہیں۔ ان کا مطالعہ کیجئے اور پھر ان کی جگالی کیجئے کہ اس کا ایک ایک فقرہ حکماء کے مضامین پر بھاری ہے کہ یہ اُس کے اقوال ہیں جو خدا کی وحی سے استفادہ کرتے تھے۔

الوداع

وداع کی گھڑیاں بہت کٹھن ہوتی ہیں۔ اور جتنی کسی سے محبت ہو اس کی جدائی اتنی ہی شاق ہوتی ہے۔ ایک عرب شاعر اپنے محبوب کے قافلہ کو وداع کرتے ہوئے کہتا ہے۔

وَدِّعْ هُرَيْرَةَ إِنَّ الرَّكْبَ مُرْتَحِلُ ۞ وَهَلْ تُطِيقُ وَدَاعًا أَيُّهَا الرَّجُلُ

کہ ہریرۃ کو وداع کرو۔ قافلہ جا رہا ہے۔ پھر اپنے آپ کو مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ اے شخص کیا وداع کی تجھے تاب ہے؟

عرب شعراء نے اس مفہوم کو اپنے شعروں میں خوب ادا کیا ہے۔ خانہ کعبہ میں سبعہ معلّقہ کے جو اشعار لٹکائے گئے تھے اُن میں بھی اس مفہوم کو بہت خوبصورتی سے ادا کیا ہے۔

رمضان کا مہینہ رخصت ہو رہا ہے۔ برکتوں والا مہینہ۔ جس مہینہ میں جہنم کے دروازوں پر قفل ڈال دیئے جاتے ہیں۔ جس مبارک ماہ میں خدا کی رحمت جوش میں آتی ہے۔ جس مبارک مہینہ میں دعائیں قبولیت کا جامہ پہنتی ہیں۔ وہ ماہ رخصت ہو رہا ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے عید کے چاند کو دیکھ کر ایک مقرب بارگاہ الٰہی کو روتے دیکھا کہ رمضان تو رخصت ہوا نجانے اگلے سال پھر مجھے یہ دن دیکھنے نصیب ہوں گے یا نہیں؟ لیکن یہ برکتیں، رحمتیں، عفو خداوندی تو بندوں سے رخصت نہیں ہوگا۔ نہ رحمتِ خداوندی دنیا سے منقطع ہوگی۔ نہ بندے اس کے در کو کبھی بند پائیں گے۔ حدیث میں آتا ہے جب رات کی آخری تہائی باقی رہ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ نچلے آسمان پر اُتر آتا ہے مطلب یہ کہ بندے کے قریب آجاتا ہے اور کہتا ہے کوئی ہے جو مجھ سے بخشش مانگے میں اُسے بخشوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کی جھولی مرادوں سے بھر دوں۔

اس کی رحمت ہمیشہ جوش میں ہوتی ہے۔ وہ دینے کے لئے کوئی بہانہ ڈھونڈتا ہے۔

؎ رحمتِ باری بہانہ مے جوید بہا نے جوید۔

وہ ذاتِ احدیت رحمت کے لئے بہانہ ڈھونڈتی ہے۔ فدیہ اور بدلہ نہیں مانگتی۔ ہم ہی سست ہو جاتے ہیں خدا

کی رحمت کی روانی میں فرق نہیں آتا۔ اس مہینہ کے ذریعہ خدا نے انسانوں کو تربیت دی کہ اس طرح مانگا کرتے ہیں۔ اس طرح آہ وزاری کرتے ہیں۔ اس طرح اس کی دہلیز کو پکڑتے ہیں۔ اس طرح جبیں سائی کرتے ہیں۔ پس جب بھی تمہیں ضرورت ہو اس کا دروازہ کھلا ہے قبولیت کی رات ختم نہیں ہوئی۔ قرب خداوندی کے دن بیت نہیں گئے۔ جس رات بھی دل دھو کر اس کے حضور کھڑے ہو گے اُسے قریب پاؤ گے۔

ہر شب شب قدر است گر قدر بدانی

اگر تجھے رات کی قدر ہو تو ہر رات شب قدر ہے۔ اس کی تائید ابن مسعود کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جو مسلم باب لیلۃ القدر میں آیا ہے کہ جو شخص سال بھر عبادت کرے گا وہ لیلۃ القدر کو پا لے گا۔ قبولیت دُعا کے لئے اضطرار شرط ہے۔ توبۃ النصوح کی شرط ہے۔ تخشع قلب کی ضرورت ہے دل کا گھر غیر اللہ سے خالی کر کے اس کے حضور آ۔ اور اس خالق ورازق کو اس میں بسا لے۔ پھر دیکھئے وہی برکتیں حاصل ہوتی ہیں یا نہیں جو رمضان میں آپ نے مشاہدہ کی تھیں۔ ماہ رمضان رخصت ہوا ہے۔ خدا کی مغفرت، عفو، فضل رخصت نہیں ہوا۔ نہ ہو گا۔

کیا مانگوں؟

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ اگر مجھے علم ہو جائے کہ یہ رات لیلۃ القدر ہے۔ تو میں اس میں خدا سے کیا مانگوں؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امّی نے فرمایا یہ دُعا کرو۔

"اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ" (ترمذی ابواب الدعوات)

اے اللہ تو بہت معاف کرنے والا ہے۔ عفو کو پسند کرتا ہے۔ مجھے بھی معاف فرما دے۔

اسی باب میں حضرت انسؓ سے مروی حدیث ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ کونسی دُعا افضل ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے رب سے دین اور دُنیا میں عافیت طلب کر۔ وہ شخص دوسرے دن پھر حاضر ہوا اور یہی سوال کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا۔ وہ شخص تیسرے روز حاضر ہوا اور پھر وہی سوال دہرایا کہ یا رسول اللہ کونسی دُعا سب سے افضل ہے۔ رسول خدا فداہ ابی و امّی نے پھر وہی فرمایا کہ اپنے رب سے دُنیا اور آخرت کی عافیت طلب کر۔ فرمایا جب تجھے دُنیا اور آخرت میں عافیت مل گئی تو تو کامیاب ہو گیا۔

عباس بن عبدالمطلب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بتلایئے میں خدا سے کیا مانگوں۔ حضور نے فرمایا۔ سَلِ اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ۔ اللہ سے عافیت طلب کر۔ حضرت عباسؓ

کئی دن تک حضور سے یہی عرض کرتے رہے۔ ایک دن جو انہوں نے یہی سوال دہرایا تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے رسول اللہ کے چچا عباس! اللہ سے دُنیا اور آخرت کی عافیت طلب کر۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُکَ الْعَفْوَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃ

اے اللہ ہم تجھ سے دین اور دُنیا کی عافیت طلب کرتے ہیں۔

یہاں بھی خیریت سے گذر جائے اور اگلے جہان میں بھی تیری عافیت نصیب ہو۔ آمین یارب العالمین۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ

میٹرک کا امتحان ختم ہو چکا اور اَب طلباء نتیجہ کے منتظر ہیں۔ طلباء اور اُن کے والدین اپنے بچوں کے مستقبل کے بارہ میں غور و فکر کر رہے ہوں گے۔ کتنے والدین ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کی پیدائش سے بھی پہلے منّت مانی ہوگی۔ انہوں نے ارادہ کیا ہوگا کہ خدا تعالیٰ توفیق دے تو وہ اپنے بچّے کی زندگی وقف کریں گے اور اسے دین کا خادم بنائیں گے۔ خدمتِ دین کے دوسرے ذرائع کے علاوہ ایک اہم ذریعہ دینی تعلیم کا حصول ہے۔ اِس غرض کے لئے ضروری ہے کہ شروع سے بچّے کے ذہن کو اس غرض کے لئے تیار کیا جائے۔ کہ وقفِ زندگی کے عہد کو نبھانا تو بچّے نے ہے

وقفِ زندگی کی مبارک تحریک کا اجراء مامور زمانہ کے ہاتھوں ہُوا تھا۔ اور اب تک نسلاً بعد نسل جماعت اس عہد کو تازہ رکھ رہی ہے۔

وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ سلسلہ کی ضروریات بھی بڑھ رہی ہیں۔ ضرورت ہے کہ جماعت اچھے ذہن۔ دینی رجحان، اور خدمت سلسلہ کا شوق رکھنے والے بچّوں کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم کے لئے بھجوائیں۔ تا وہ بڑے ہو کر اشاعتِ اسلام کا فریضہ ادا کر سکیں۔ مبارک ہیں وہ والدین جو اپنے بچّوں کو اس غرض کے لئے بھجواتے ہیں۔ اور سعادت مند ہیں وہ بچّے جو اپنے والدین کی اس نیک خواہش کو پورا کرتے ہیں۔

اس ضمن میں ہم یہاں حضرت عمر بن عبد العزیز کے اس فرمان کی تذکیر بھی بے فائدہ نہ ہوگی جو آپ نے خلیفہ ہونے کے بعد احادیث کی تدوین اور علوم کی تدریس کیلئے ابوبکر بن حزم کو تحریر فرمائی تھی۔ آپ نے اس میں فرمایا:-

"علوم کی تدریس کرو۔ تا علوم پھیلیں۔ علم اس طرح مٹ جاتا ہے کہ اس کی تذکیر اور اشاعت کا بندوبست نہ کیا جائے۔"

حضرت اقدس نے بزرگ علماء کی رفاقت پر مدرسہ احمدیہ کو جاری فرمایا تھا۔ تا سلسلہ کی علمی اور دینی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔

نعت النبیؐ

وَمَوْتِیْ بِسُبُلِ الْمُصْطَفٰی خَیْرُ مَیْتَۃٍ

مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی راہ میں مجھے موت آجائے تو یہ موت اچھی ہے

اَنَحْنُ نُفِرُّ مِنَ الرَّسُوْلِ وَدِیْنِہٖ ٭ یَبْدُوْ لَکُمْ اٰیَاتُنَا الْیَوْمَ اَوْ غَدًا

کہ ہم رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے دین سے دُور بھاگتے ہیں۔ تم پر ہمارے نشان آج یا کل کھل جائیں گے۔

وَوَاللّٰہِ لَوْلَا حُبُّ وَجْہِ مُحَمَّدٍ ٭ مَا کَانَ لِیْ حَوْلٌ لِاَمْدَحَ اَحْمَدَ

خدا کی قسم اگر مجھ میں محمّد صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہوتی۔ تو مجھے طاقت نہ ہوتی کہ میں اس احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کر سکتا۔

وَمَوْتِیْ بِسُبُلِ الْمُصْطَفٰی خَیْرُ مَیْتَۃٍ ٭ فَاِنْ فُزْتُھَا فَاُحْشَرَنْ بِالْمُقْتَدٰی

میری موت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے راستوں میں اچھی موت ہے۔ اگر اس راہ میں مر جاؤں تو میرا حشر اپنے رسول مقتدیٰ کے ساتھ ہوگا۔

عشق رسول صلے اللہ علیہ وسلم مدار نجات ہے۔ اگر خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں تو دعوئے ایمان عبث ہے۔ ایک بار ایک شخص بارگاہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی۔ ارشاد ہوا قیامت کا پوچھنے ہو اس کے لئے کچھ تیاری بھی کی ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ کوئی لمبی چوڑی نمازیں نہیں پڑھتا۔ روزے بھی بہت نہیں رکھتا۔ فرائض کو ادا کرتا ہوں۔ ہاں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ فرمایا پھر یاد رکھو اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اصحاب محمّد صلے اللہ علیہ وسلم نے حبّ رسول میں کمال کر دیا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

تَامُوْا بِاشْتِدَادِ الرَّسُوْلِ یَخْزَدُجِہِمْ ٭ کَالْعَاشِقِ الْمَشْغُوْفِ فِی الْمَیْدَانِ

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حملہ آوری کے ساتھ تو میدان میں وہ لڑائیوں میں یوں ڈٹ گئے جیسے کوئی عاشق شیدا ہوتا ہے۔

حضرت اقدس علیہ السلام کے کلام میں ہمیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کا سمندر موجزن نظر آتا ہے۔ اس کلام سے تین شعر اوپر درج ہیں۔

در مدح رسولؐ

حُسنِ رویش بہ ز ماہ و آفتاب

اُس کے چہرہ کا حُسن شمس و قمر سے بڑھ کر ہے

حُسنِ رویش بہ ز ماہ و آفتاب — خاک کویش بہ ز مشک و عنبرے

اس کے چہرہ حسن شمس و قمر سے بڑھ کر ہے — اور اس کے کوچہ کی خاک مشک و عنبر سے بہتر ہے۔

آفتاب و مہ چہ مانند بدو — در دِلش از نورِ حق صد نیّرے

سورج و چاند اس سے کہاں مشابہت رکھ سکتے ہیں — اس کے دل میں تو خدائی نور سے سَو سورج روشن ہیں

یک نظر بہتر ز عمرِ جاوداں — گر فتد کس را بداں خوش پیکرے

اگر کسی کی ایک نظر اس حسن پیکر پر پڑ جائے۔ — تو وہ ہمیشہ کی زندگی سے بہتر ہے۔

منکہ از حسنش ہمے دارم خبر — جاں فشانم گر دہد دل دیگرے

میں جو اس کے حسن سے باخبر ہوں۔ اس پر اپنی جان قربان کرتا ہوں جبکہ کوئی دوسرا صرف دل دیتا ہے

یادِ آں صورت مرا از خود ببرد — ہر زماں مستم کنند از ساغرے

اس کی یاد مجھے بیخود بنا دیتی ہے۔ — وہ ہر وقت مجھے ایک ساغر سے مست رکھتا ہے

مے پریدم سوئے کوئے او مدام — من اگر مے داشتم بال و پرے

اگر میں بال و پر رکھتا تو میں ہمیشہ اس کے کوچہ میں اڑتا پھرتا

لالہ و ریحاں چہ کار آید مرا — من سرے دارم بآں رو و سرے

لالہ و ریحان میرے کس کام کے ہیں — میں تو اُس چہرہ و سر سے تعلق رکھتا ہوں۔

کہتے ہیں مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ کہ مشک وہ ہے کہ خود اس کی خوشبو بتلاتی ہے کہ یہ مشک ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا کلام ببانگِ دہل یہ اعلان کرتا ہے کہ عشقِ رسول آپ کی روح کی غذا تھی۔ عشقِ رسولؐ آپ کے کلام سے یوں پھوٹتا ہے جیسے پہاڑی چشمہ سے ٹھنڈا پانی۔

ایڈیٹر

دو دعائیں

امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کثیر دعائیں الواب الدعوات کے تحت جمع کی ہیں۔ان میں سے دو دعائیں یہ ہیں۔

(۱)۔ لسانِ صادق اور قلبِ سلیم

بنی حنظلہ قبیلہ کے ایک آدمی روایت کرتے ہیں کہ میں نے شدّاد بن اوس کی ایک سفر میں رفاقت اختیار کی۔ شدّاد بن اوس نے کہا میں تمہیں ایک ایسی دعا سکھاتا ہوں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں سکھایا کرتے تھے اور وہ یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَاَسْئَلُکَ عَزِیْمَۃَ الرُّشْدِ وَاَسْئَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَحُسْنَ عِبَادَتِکَ۔ وَاَسْئَلُکَ لِسَانًا صَادِقًا وَقَلْبًا سَلِیْمًا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ مَا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ (ترمذی الواب الدعوات)

اے اللہ میں تجھ سے استقامت اور پختہ عزم مانگتا ہوں۔اور میں طالب ہوں کہ تیری نعمت کے شکر اور حسن عبادت کا۔اور میں تجھ سے سچی زبان اور ایسا دل مانگتا ہوں جو ہر قسم کے باطل خیالات اور عقائد سے پاک ہو۔اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس شرّ سے جسے تو جانتا ہے اور اس خیر کی بھیک مانگتا ہوں جسے تو جانتا ہے۔اور بخشش کا طالب ہوں جسے تو جانتا ہے۔کہ تو چھپے ہوئے اعمال اور رازوں کو جانتا ہے۔

(۲)۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

حضرت ابو ذرؓ غفاری روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ قَالَ فِیْ دُبُرِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَھُوَ ثَانٍ رِجْلَیْہِ قَبْلَ اَنْ یَّتَکَلَّمَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ عَشْرَ مَرَّاتٍ کُتِبَتْ لَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَمُحِیَ عَنْہُ عَشْرُ سَیِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَکَانَ یَوْمَہٗ

ذٰلِكَ كُلُّهٗ فِي حِرْزٍ مِنْ كُلِّ مَكْرُوهٍ وَحِرْسٌ مِنَ الشَّيْطَانِ.

(ابواب الدعوات ترمذی)

کہ جس شخص نے صبح کی نماز کے بعد قبلہ رُخ ہوتے ہوئے کلام کرنے سے پہلے دس بار کہا۔" لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد وھو علیٰ كلّ شیئٍ قدیر۔" تو اللہ تعالیٰ اس کی جزا میں اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کی دس بدیاں مٹا دیتا ہے۔ اور اس کے دس درجے بلند کر دیتا ہے۔ اور اس دن سے اُسے ہر مکروہ بات اور شیطانی حملے سے اپنی حفاظت میں رکھتا ہے۔

لاریب لا الٰه الّا الله افضل الذکر ہے۔ ترمذی باب ماجاء فی جامع الدعوات میں لا الٰہ الّا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لهٗ کفوًا احدًا کو اسم اعظم کہا ہے کہ جب اس کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی جائے تو دعا قبولیت کا جامہ پہنتی ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کا ایک فرمان۔

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ اِلٰى اَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ اُنْظُرْ مَا كَانَ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاكْتُبْهُ فَاِنِّي خِفْتُ دُرُوسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَ الْعُلَمَاءِ وَلَا يُقْبَلُ اِلَّا حَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيُفْشُوا الْعِلْمَ وَلْيَجْلِسُوْا حَتّٰى يُعَلَّمَ مَنْ لَا يَعْلَمُ فَاِنَّ الْعِلْمَ لَا يَهْلِكُ حَتّٰى يَكُونَ سِرًّا۔

پہلی صدی کے مجدد حضرت عمر بن عبد العزیز نے ابو بکر بن حزم کو لکھا۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کی احادیث کو مدوّن کرو۔ انہیں لکھ کر محفوظ کر لو۔ مجھے ڈر ہے کہ علم مٹ جائے گا اور علماء جاتے رہیں گے۔ اور دیکھو صرف رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلّم کی احادیث ہی قبول کرنا۔ اور علم پھیلاؤ۔ اس کے درس قائم کرو تاکہ جو نہیں جانتا اُسے بھی علم ہو جائے۔ کیونکہ علم اس طرح مٹتا ہے کہ اس کی ترویج نہ ہو۔

(بخاری کتاب العلم)

مکرم فضل الرحمٰن صاحب بسمل

ثمراتِ اسلام

(ماخوذ از آئینہ کمالاتِ اسلام)

"واضح ہو کہ جب کوئی اپنے مولا کا سچا طالب کامل طور پر اسلام پر قائم ہو جائے اور نہ کسی تکلف اور بناوٹ سے بلکہ طبعی طور پر خدا تعالیٰ کی راہوں میں ہر ایک قوت اس کے کام میں لگ جائے تو آخری نتیجہ اس کی اس حالت کا یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہدایت کی اعلیٰ تجلیات تمام حجب سے مبرّا ہو کر اس کی طرف رخ کرتی ہیں اور طرح طرح کی برکات اس پر نازل ہوتی ہیں اور وہ احکام اور وہ عقائد جو محض ایمان اور سماع کے طور پر قبول کئے گئے تھے اب بذریعہ مکاشفات صحیحہ اور الہامات یقینیہ قطعیہ شہود اور محسوس طور پر کھولے جاتے ہیں اور معضلات شرع اور دین کے اور اسرار سربستہ ملتِ حنیفیہ کے اس پر منکشف ہو جاتے ہیں اور ملکوت الٰہی کا اس کو سیر کرایا جاتا ہے تا وہ یقین اور معرفت میں مرتبہ کامل حاصل کرے اور اس کی زبان اور اس کے بیان اور تمام اقوال، و افعال اور حرکات و سکنات میں ایک برکت رکھی جاتی ہے اور ایک فوق العادت شجاعت اور استقامت اور ہمت اس کو عطا کی جاتی ہے اور شرح صدر کا ایک اعلیٰ مقام اس کو عنایت کیا جاتا ہے۔ اور بشریت کے حجابوں کی تنگ دلی اور خست اور بخل اور بار بار کی لغزش اور تنگ چشمی اور غلامی شہوات اور رداءت اخلاق اور ہر ایک قسم کی نفسانی تاریکی بکلی اس سے دور کر کے اس کی جگہ ربّانی اخلاق کا نور بھر دیا جاتا ہے۔ تب وہ بکلی مبدل ہو کر ایک نئی پیدائش کا پیرایہ پہن لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے سنتا اور خدا تعالیٰ دیکھتا اور خدائے تعالیٰ کے ساتھ حرکت کرتا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ٹھہرتا ہے اور اس کا غضب خدا تعالیٰ کا غضب اور اس کا رحم خدا تعالیٰ کا رحم ہو جاتا ہے اور اس درجہ میں اس کی دعائیں بطور اصطفاء کے منظور ہوتی ہیں نہ بطور ابتلاء کے اور وہ زمین پر حجت اللہ اور امان اللہ ہوتا ہے اور آسمان پر اس کے وجود سے خوشی کی جاتی ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ عطیہ جو اس کو عطا ہوتا ہے مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات حضرت عزت ہیں جو بغیر شک اور شبہ اور کسی غبار کے چاند کے نور کی طرح اس کے دل پر نازل ہوتے رہتے ہیں۔ اور ایک شدید الاثر لذت اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور طمانیت اور تسلی اور سکینت بخشتے ہیں اور کلام اور الہام میں فرق یہ ہے کہ الہام کا چشمہ تو گویا ہر وقت مقربوں لوگوں میں بہتا ہے اور وہ روح القدس کے بلائے بولتے ہیں،

دیکھتے اور روح القدس کے سنائے سنتے اور ان کے تمام ارادے روح القدس کے نفخ سے ہی پیدا ہوتے ہیں اور یہ بات سچ اور بالکل سچ ہے کہ وہ ظلی طور پر اس آیت کا مصداق ہوتے ہیں وما ینطق عن الھوٰی ان

ھو الا وحی یوحیٰ ۔ لیکن مکالمہ الٰہیہ ایک الگ امر ہے اور وہ یہ ہے کہ وحی متلو کی طرح خدا تعالیٰ کا کلام ان پر نازل ہوتا ہے اور وہ اپنے سوالات کا خدا تعالیٰ سے ایسا جواب پاتے ہیں جیسا ایک دوست دوست کو جواب دیتا ہے ۔ اور اس کلام کی اگر تعریف کریں تو صرف اسی قدر کر سکتے ہیں کہ وہ اللہ جلّ شانہ کی ایک تجلّی خاص کا نام ہے جو بذریعہ اس کے مقرب فرشتہ کے ظہور میں آتی ہے ۔ اور اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ تا دعا قبول ہونے سے اطلاع دی جائے یا کوئی نئی اور مخفی بات بتائی جائے یا آئندہ کی خبروں پر آگاہی دی جائے ۔ یا کسی امر میں خدا تعالیٰ کی مرضی اور عدم مرضی پر مطلع کیا جائے یا کسی اور قسم کے واقعات میں یقین اور معرفت کے مرتبہ تک پہنچایا جائے بہرحال یہ وحی ایک الٰہی آواز ہے جو معرفت اور اطمینان سے رنگین کرنے کے لئے منجانب اللہ پیرایہ مکالمہ و مخاطبہ میں ظہور پذیر ہوتی ہے ۔ اور اس سے بڑھ کر اس کی کیفیت بیان کرنا غیر ممکن ہے کہ وہ صرف الٰہی تحریک اور ربّانی نفخ سے بغیر کسی قسم کے فکر اور تدبّر اور خوض اور غور اور اپنے نفس کی دخل کی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قدرتی ندا ہے جو لذیذ اور پُر برکت الفاظ میں محسوس ہوتی ہے اور اپنے اندر ایک ربانی تجلی اور الٰہی صولت رکھتی ہے ۔

مرتبہ عالیہ مکالمہ مخاطبہ حاصل کرنے کے لئے انسان کو اپنی پہلی ہستی فنا کر کے نئی ہستی مل سکتی ہے ۔ جب حقیقی قربانی کے ذریعہ سے جو فدائے نفس اور فدائے عزت و مال و دیگر لوازم نفسانیہ سے مراد ہے بکلّی جاتی رہے تو دوسری ہستی فی الفور اس کی جگہ لے لیتی ہے ۔ جب پہلے خواص اور جذبات دور ہو کر نئے خواص اور نئے جذبات پیدا ہوں اور اپنی فطرت میں ایک انقلاب عظیم نظر آوے اور تمام حالتیں کیا اخلاقی اور کیا ایمانی اور کیا تعبّدی ایسی ہی بدلی ہوئی نظر آدیں گویا ان پر اب رنگ ہی اور ہے غرض جب اپنے نفس پر نظر ڈالے تو اپنے تئیں ایک نیا آدمی پاوے اور ایسا ہی خدا تعالیٰ بھی نیا ہی دکھائی دے اور شکر اور صبر اور یاد الٰہی میں نئی لذتیں پیدا ہو جائیں جن کا پہلے کچھ بھی خبر نہ تھی اور بدیہی طور پر محسوس ہو کہ اب اپنا نفس اپنے رب پر بکلّی متوکل اور غیر سے بکلّی لا پرواہ ہے اور تصوّر وجود حضرت باری اس قدر اس کے دل پر استیلاء پکڑ گیا ہے کہ اب اس کی نظر شہود میں وجود غیر بکلّی معدوم ہے اور تمام اسباب ہیچ اور ذلیل اور بیقدر نظر آتے ہیں اور صدق اور وفا کا مادہ اس قدر جوش میں آگیا ہے کہ ہر ایک مصیبت کا تصور کرنے سے وہ مصیبت آسان معلوم ہوتی ہے اور نہ صرف تصور بلکہ مصائب کے وارد ہونے سے بھی ہر یک درد بہ رنگ لذت نظر آتا ہے تو جب یہ تمام علامتیں پیدا ہو جائیں تو سمجھنا چاہیئے کہ اب پہلی ہستی پر بکلّی موت آگئی ۔ پھر عجیب طور کی قوتیں خدا تعالیٰ کی راہ میں پیدا ہو جاتی ہیں ۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم :- بندہ نوافل کے ذریعہ میرا اتنا مقرب ہو جاتا ہے کہ میں اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے ..... الخ ۔

اخلاص — فہم — ذہنی سکون

(ایڈیٹر)

سفر کو وسیلہ ظفر کہا گیا ہے کہ انسان دوران سفر بہت کچھ سیکھتا ہے۔ اگر آنکھ اور کان کھول کر رہے تو دل و دماغ پر کئی انمٹ نقوش باقی رہ جاتے ہیں۔ پچھلے دنوں راقم الحروف کو سندھ کے بعض علاقوں میں جانے کا اتفاق ہؤا۔ ان ایام میں بعض واقعات نے طبیعت پر گہرا اثر کیا۔ آپ بھی حضرت اقدس کی تعلیم اور تربیت کا نتیجہ مشاہدہ کیجئے۔

۱۔ مالی قربانی

ایک صاحب کا سالانہ بجٹ اڑسٹھ ہزار روپیہ سے کچھ زائد تھا۔ وہ ایک اچھے محنتی اور مخلص زمیندار ہیں۔ مالی سال کا آخری مہینہ آگیا۔ سلسلہ کے ذمہ دار افسر دورہ پر وہاں بھی تشریف لے گئے۔ علاوہ سالانہ چندہ کے سات آٹھ ہزار روپیہ بقایا بھی ان کے ذمہ تھا۔ سلسلہ کے بزرگ نے کہا آپ اس سال کا چندہ ادا کردیں۔ اور پچھلے کی معافی کی درخواست دے دیں۔ مخلص زمیندار نے کہا۔ میں ایسا نہیں کروں گا۔ مجھے اپنے خدا پر حسن ظن ہے۔ اور پھر اس مخلص فرد نے مع بقایا پچھتر ہزار روپیہ وقت کے اندر ادا کر دیا۔ مجھ سے جب کوئی پوچھتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے آکر کیا کیا۔ تو میں ایک جواب یہ دیا کرتا ہوں۔ کہ دُنیا کی محبت سرد کر دی۔ انفاق فی سبیل اللہ کا چسکہ لگا دیا۔ اور ابھی خاکسار وہاں تھا کہ اُس مخلص دوست نے بتلایا کہ یہ دیکھئے فصل کی ایک جنس سے مجھے غیر متوقع طور پر پندرہ ہزار روپیہ زائد مل گیا۔ چند دنوں میں خدا تعالےٰ نے برکت عطا فرمادی۔

بہندل مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
اللہ کی رحمت ہو اس پر جس نے آکر یہ جوت جگائی۔

(۲)۔ عجیب دعا

ایک نومبائع دوست ملے۔ نماز کے بعد مجھے ایک طرف لے گئے اور یوں تمہید باندھی کہ اگر میری غلطی ہو تو مجھے آگاہ کر دینا۔ اور پھر بڑے رازدارانہ انداز میں کہا۔ میں یہ دعا کیا کرتا ہوں۔ "اے اللہ مجھے اس قسم کا احمدی بنا دے جس قسم کا حضرت اقدس چاہتے تھے۔"

ہیں تو ایک نو احمدی کے منہ سے یہ جامع دُعا سُن کر حیران رہ گیا۔ کہ کیا جامع اور خوب دُعا کی اس بھائی نے۔ اخلاص اور دین انسان کی عقل و فکر کو کیا جلا بخشتے ہیں۔

(۳)۔ اللہ سے حُسنِ ظنّ

اسی دوست نے بتلایا کہ میری تنخواہ چار صد روپیہ ماہوار تھی۔ یہ ایک ٹھیکیدار کے دیانت دار منشی ہیں۔ انہوں نے اپنی ماہوار آمد چندہ کے لئے پانچ صد لکھوادی۔ گویا اللہ تعالیٰ سے سودا کیا۔ ایک دو ماہ کے بعد ان کے مالک نے انہیں بلایا اور کہا۔ تمہاری ترقی نہیں کی۔ کتنی تنخواہ کر دوں۔ انہوں نے کہا آپ بہتر جانتے ہیں۔ میں کیا عرض کروں۔ مالک نے کہا اچھا اب تمہاری تنخواہ سات صد روپیہ ہوگی۔ وہ کہنے لگے اب پھر وہی نسخہ استعمال کرنے کا ارادہ ہے۔

کیا ٹھیک فرمایا خدائے کریم ورحیم نے من ذا الذی یُقرِضُ اللہ قرضاً حسنًا فیضاعفہ لہ (البقرہ آیت ۲۴۶)۔ کہ جو خدا تعالیٰ کو قرضہ حسنہ دیتا ہے اللہ اسے بڑھا چڑھا کر اس کا اجر عطا کرتا ہے۔ تو مبایع نے نسخہ نے کتنی جلد اثر دکھایا۔

(۴)۔ اجنبی کا احساس

آج فضل عمر ہسپتال کے برآمدہ میں اپریشن تھیٹر کے سامنے بیٹھا ڈاکٹر صاحب کا انتظار کر رہا تھا کہ ایک نوجوان جو سٹریچر سنبھالے تھا یوں گویا ہوا۔ ربوہ کی ریس نہیں۔ ربوہ کی ریس نہیں۔ میں نے اس سے کہا۔ کیا بات ہے۔ نوجوان نے کہا۔ میں اڑھائی سال سے یہاں ہوں۔ سیالکوٹ سے آیا ہوں۔ میرا یہاں سے جانے کو جی نہیں چاہتا۔ اب ارادہ ہے ماں باپ کو بھی یہیں بلا لوں۔ یہاں بڑے سے بڑا ڈاکٹر بھی ہمیں عزت سے بلاتا ہے۔ کبھی کسی نے (اسے نے ایک سخت لفظ بولا) یہ نہیں کہا۔ ہر ایک کی یہاں عزت ہے۔ میں نے پوچھا کیا تم میل نرس ہو جواب میں کہا جی نہیں میں جمعدار ہوں۔ اور عیسائی ہوں۔

اے اللہ اس شہر کے امن اور چین کو قائم رکھ۔ یہ بلدۃٌ طیّبۃٌ کا نقشہ پیش کرے۔ یہاں ہر شخص کی عزت نفس قائم اور محفوظ ہو۔ یہ امن کا حصار ہو۔ یہاں انسانیت محترم ہو۔ آمین یارب العٰلمین۔

> "خدا اپنے جلال میں ہے اور درو دیوار لرزہ ہیں۔ کہاں ہے وہ عقل جو سمجھ سکتی ہے۔ کہاں ہے وہ آنکھیں جو وقتوں کو پہنچانتی ہیں۔" (سراج منیر صـ۵)

اخلاق محمودہ

(ایڈیٹر)

شیخ علامہ علاؤالدین علی المتقی المتوفی ۹۷۵ھ کی کتاب کنز العمال کی روشنی میں۔

"حسن اطاعت"

عنوان بالا کے تحت امام صاحب حضرت ابوہریرہ کی وہ مشہور حدیث لائے کہ " احسان یہ ہے کہ تو خدا کی اس طرح عبادت کرے گویا تو خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے۔

دوسری حدیث زید بن ارقم سے مروی ہے کہ خدا کی اس طرح عبادت کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ کیفیت تجھے حاصل نہیں تو کم از کم یہ ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ اور اپنے آپ کو تو مُردوں میں شمار کر اور مظلوم کی پکار سے بچ کر اسے قبولیت کا شرف عطا ہوتا ہے۔ ابو دردؓاء کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ " صبح اور عشاء کی نماز کی پابندی کر اگر تمہیں پتہ چل جائے اس میں کیا ثواب ہے تو تم گھٹنوں کے بل چل کر آؤ"۔

تیسری حدیث معاذ بن جبل کی روایت ہے کہ " خدا کی عبادت کر اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ اور عمل خدا کے لئے اس طرح کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کر۔ اور ہر پتھر اور شجر کے پاس خدا کا ذکر کر۔ اور جب تو علانیہ برائی کرے تو اس کے ساتھ علانیہ نیکی کر۔ اگر پوشیدہ برائی کرے تو اس کے ساتھ پوشیدہ نیکی کر۔

چوتھی حدیث ابن عمر راوی ہیں کہ " تو اس طرح نماز پڑھ جیسے وداع ہونے والا پڑھتا ہے۔ یعنی خشوع و خضوع کی انتہاء ہو۔ اور لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس پر امید نہ رکھ۔ تیری زندگی ایک غنی کی زندگی ہوگی۔

اخلاص

اس عنوان کے تحت شیخ علاؤالدین تیئس ۲۳ احادیث لائے ہیں۔

پہلی حدیث حضرت معاذ کی روایت ہے کہ " اپنے دین میں اخلاص پیدا کر۔ تجھے تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا"۔

دوسری حدیث : اپنے اعمال صرف خدا کے لئے کرو۔ کہ خدا تعالیٰ صرف اخلاص کو ہی قبول کرتا ہے۔

تیسری حدیث : ابو درداء کی روایت ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت خالص اسی کے لئے کرو۔ پانچ نمازیں پڑھو۔ پاک اموال زکوٰۃ میں دو۔ رمضان کے روزے رکھو۔ خانہ خدا کا حج کرو۔ تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

چوتھی حدیث : صرف اس ذات احدیت کے لئے عمل کرو۔ وہ تمہیں دوسرے تمام وجودوں سے مکتفی کر دے گا۔

پانچویں حدیث : ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کو نہیں دیکھتا۔ وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

چھٹی حدیث : حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ جب خدا کا بندہ علانیہ اور مخفی دونوں صورتوں میں صحیح نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ میرا صحیح بندہ ہے۔

ساتویں حدیث : صہیبؓ رومی راوی ہیں کہ" آدمی کی نفل نماز اس جگہ جہاں اُسے کوئی نہیں دیکھتا۔ لوگوں کے سامنے کی پچیس نمازوں کے برابر ہے۔

آٹھویں حدیث : حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے۔ فرمایا" مبارک ہو اُن مخلصین کو کہ وہی ہدایت کے چراغ ہیں جن سے ہر فتنہ اور تاریکی چھٹتی ہے"۔

نویں حدیث : حضرت اسامہؓ سے روایت ہے کہ" بندہ کو خدا کا قرب محض سجدہ سے زیادہ کسی چیز سے حاصل نہیں ہوتا"۔

دسویں حدیث : حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ" مخفی عبادت علانیہ عبادت سے افضل ہے۔ علانیہ عبادت تو اس کے لئے ہے جس کی لوگوں نے اقتداء کرنی ہے"۔

گیارھویں حدیث : جندبؓ بجلی روایت کرتے ہیں۔" جب کوئی بندہ مخفی عمل کرتا ہے تو اللہ اسے اس عمل کی چادر پہنا دیتا ہے۔ اگر اچھا عمل ہے تو اچھی چادر اگر بُرا عمل ہے تو بُری چادر پہنائی جائے گی۔

بارھویں حدیث : حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ" اللہ تعالیٰ دو آدمیوں کے عمل سے تبسم فرمایا ہے۔ ایک وہ جو صف میں کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے۔ دوسرا وہ جو گھر کے اندھیرے میں عبادت کرتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔ میرا بندہ میری عبادت اس طرح کرتا ہے کہ میرے سوا اُسے کوئی نہ دیکھے۔

تیرھویں حدیث : راوی ہیں کہ اعمال میں اصل چیز انجام ہے۔ اور اس کی مثال برتن کی ہے کہ اگر اس کا اوپر اچھا ہے۔ تو تہ میں بھی بہتر ہوگا۔ لیکن اگر اوپر بُری چیز ہے تو نیچے بھی بُری ہوگی۔

چودھویں حدیث: حضرت جبیرؓ بن مطعم سے روایت ہے فرمایا "تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ ضرور ملے گا خواہ تم لومڑی کے بھٹ میں کیوں نہ ہو۔

اعمال میں میانہ روی اور نرمی یعنی نہ افراط ہو نہ تفریط

اس کے تحت شیخ ستّر احادیث لائے۔

اس ضمن میں پہلی حدیث حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ "صحیح راہنمائی، نیک خصلت اور میانہ روی نبوت کا پچیسواں حصّہ ہے"۔

دوسری روایت میں حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میری امت کے رحماء وہ لوگ ہیں جو میانہ رَو ہیں۔

حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں تونگری عزت اور عبادت میں میانہ روی بہت اچھی بات ہے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ "اے لوگو میانہ روی اختیار کرو۔ میانہ روی اختیار کرو۔ کیونکہ خدا نہیں اکتاتا یعنی تمہارے اعمال کے ضبط سے۔ تم عمل سے اکتا جاؤ گے

حضرت حذیفہ روایت کرتے ہیں "مومن کو اپنے نفس کو اس طرح ذلیل نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ ایسے ابتلاء میں آپ کو ڈالے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔

مقدامؓ بن معدی کرب روایت کرتے ہیں کہ جب تم خدا کے بارہ میں لوگوں کو بتلاؤ تو ایسی باتیں نہ کرو کہ لوگ اس سے خوف کھائیں اور تمہاری باتیں اُن پر شاق ہوں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مَیں تم سب سے زیادہ خدا کا تقوٰی اختیار کرتا ہوں۔ اور تم سب سے زیادہ اس سے ڈرتا ہوں۔ لیکن دیکھو میں روزہ بھی رکھتا ہوں۔ افطار بھی کرتا ہوں۔ تہجد بھی پڑھتا ہوں۔ سوتا بھی ہوں۔ اپنی بیویوں کا حق بھی ادا کرتا ہوں۔ اور جو میری سنّت سے پہلو تہی کرتا ہے وہ میرا نہیں۔

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میں سے کوئی اپنے اعمال کے نتیجہ میں جنّت میں نہیں جائے گا۔ اور نہ ہی سوائے اس کے خدا کی رحمت میں مجھے لپیٹ لے۔ پس سیدھے ہو جاؤ اور ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ۔ اور تم میں سے کوئی نیکو کار بھی موت کی خواہش نہ کرے۔ شائد خدا اسے مزید نیکیوں کی توفیق عطا کرے۔ اور نہ خطا کار موت کی خواہش کرے کہ شائد اسے بقیہ عمر میں اپنے خدا کے در پر گرنے کی توفیق عطا فرما دے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ اُن امور سے یعنی بچتے ہیں جو مَیں کرتا ہوں۔ خدا کی قسم میں اُن سے زیادہ خدا کی معرفت رکھتا ہوں اور ان سے زیادہ خدا سے

ڈرتا ہوں۔

ایک بار رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم نے ابن عمرو کو فرمایا ۔ اے عبداللہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ تو دن کو روزہ سے ہوتا ہے اور رات کو تہجد پڑھتا ہے ۔ ایسا مت کر۔ تیری آنکھ اور تیرا جسم تھک جائے گا۔ کبھی روزہ رکھ۔ کبھی افطار کر۔ تہجد بھی پڑھ اور نیند بھی کر۔ یاد رکھ تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری آنکھ کا بھی تجھ پر حق ہے ۔ اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے ۔ تیرے ملنے والے کا بھی تجھ پر حق ہے ۔ تیرے لئے یہی کافی ہے کہ مہینہ میں تین روزے رکھ۔ ہر نیکی کی جزاء دس گناہ ملے گی ۔ اس طرح گویا تو ہمیشہ روزہ سے رہا۔ عبداللہ بن عمرو نے عرض کی حضور! میں اپنے اندر اس سے زیادہ کی طاقت محسوس کرتا ہوں ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ پھر ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن افطار کر یہ حضرت داؤد علیہ السّلام کے روزے ہیں ۔ اس طرح تو گویا ہمیشہ روزہ سے ہی رہا۔

ابی امامہ سے روایت ہے کہ جیسے بندہ اللہ کی مغفرت پسند کرتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اس کی رخصت کو قبول کیا جائے

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اللہ نے جہاں رخصت دی ہے اس رخصت کو اختیار کیا جائے ۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جو اللہ کی رخصت کو قبول نہیں کرتا ۔ اُسے عرفہ پہاڑ کے برابر گناہ ہوگا۔

انشاء اللہ کہنا

انشاء اللہ کہنے کا فلسفہ یہ ہے کہ انسان کی طاقت اور سعی کی کوئی حیثیت نہیں ۔ اگر خدا کی مشیت نہ ہو۔ انسان کی تمام کاوش اکارت جاتی ہے اگر تقدیر خداوندی اس کا ساتھ نہیں دیتی ۔ اللہ تعالیٰ تدبیر سے منع نہیں کرتا ۔ ہاں بھروسہ خدا پر ہونا چاہیئے ۔ نہ کہ اپنی طاقت اور تدبیر پر ۔ انسانی کوشش تار عنکبوت ہے ۔ اگر خدا کی مشیت اور فضل ساتھ نہ دے۔

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا " بندے کے ایمان کی تکمیل میں سے ہے کہ وہ ہر چیز میں انشاء اللہ کہے۔

اس کے بعد امام صاحب تین احادیث حضرت ابو ہریرۃؓ سے لائے کہ حضرت سلیمان کی سو بیویاں تھیں حضرت سلیمان علیہ السّلام نے کہا ایک روز کہا میں ہر بیوی کے پاس جاؤں گا اس کے نتیجہ میں ہر ایک ایسا شاہسوار جنے گی جو خدا کی راہ میں جہاد کرے گا ۔ سلیمان علیہ السّلام نے اس کے بعد انشاء اللہ نہ کہا ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صرف ایک بیوی سے بچہ پیدا ہوا ۔ جو ظاہری طور پر سلیمان علیہ السلام کا بیٹا تھا لیکن روحانی طور پر ان کا وارث نہ بن سکا۔

(باقی آئندہ)

گُل اور کلیاں

(عبدالرحیم راٹھور صاحب)

خوشا! جو کشتگانِ پیار ہونگے
فقط وہ شاملِ دربار ہونگے

بہ بامِ قصرِ عالیشان امروز
سُنا ہے جلوہ گر سرکار ہونگے

ملے گی باریابی ان کو ہی جو
فدائے احمدؐ مختار ہونگے

خلوص و پیار کے معصوم پیکر
ہاں وہ جو والہ و سرشار ہونگے

کفن بردوش جو آئیں وغا میں
وہی فردوس کے سردار ہونگے

سحر کلیوں سے گُل یہ کہہ رہا تھا
کہ صادق اس گھڑی بیدار ہونگے

مساجد ذکر سے معمور ہوں گی
ثنا خواں شوق سے ابرار ہونگے

ملائک آسماں پر گُل بداماں
پئے تائیدِ حق تیار ہونگے

بہت ہی شاد کرّوبی فلک پر
کہ اب صادق ہی منصبدار ہونگے

ذرا بُلبُل کو بھی آواز دینا!
ابھی کچھ قول اور اقرار ہونگے

عقیدت کے تحائف پیش ہونگے
عیاں کچھ اور بھی شہ کار ہونگے

جہاں جنسِ وفا ہوگی فراواں
جہاں میں ایسے بھی بسنسار ہونگے

سکوں جن میں ملے ہر خستہ جاں کو
نئے تعمیر وہ امصار ہونگے

ملے گا عدل اور انصاف جن سے
کچھ ایسے بھی حسین دربار ہونگے

جہاں میں امن قائم کر سکیں جو
بہادر وہ سپہ سالار ہونگے

جھکیں پھر بارگاہِ ایزدی میں
یہی وہ کشتگانِ پیار ہونگے

محبانِ شہِ بطحیٰؐ و یثرب
ہمیشہ دیں کے انصار ہونگے

عقیدت کیشِ آلِ مصطفیٰؐ کے
سراپا مہبطِ انوار ہونگے

فدا کارانِ دینِ شاہِ بطحیٰؐ
سدا مظلوم کے غمخوار ہونگے

چلیں جو اسوۂ خیر الرسلؐ پر　　وہی روزِ جزا ر اخیار ہونگے
یہی فرمارہے ہیں میرے آقا　　زہے! جو شائقِ اذکار ہونگے
کریں جب لَآاِلٰہ کا وِرد دل سے　　تو کیوں صیقل نہ پھر افکار ہونگے
محبت ہی فقط ہوگی، نہ نفرت　　نہ کلفت ہی، نہ کچھ آزار ہونگے
شرافت غلبہ پائے گی دلوں پر　　بدی سے لوگ خود بیزار ہونگے
گھٹا ظلمت کی چھٹ جائے گی یکسر　　عیاں قرآن کے انوار ہونگے
رہے گا نورِ حق دنیا پہ تاباں　　اَلا! ظاہر یہ سب اسرار ہونگے
حقیقت آشنا بندے خدا کے　　قنیع و صاحبِ ایثار ہونگے
قدم چومے گی ان کے کامرانی　　جو حق گو اور خوش گفتار ہونگے
نزولِ رحمتِ حق ان پہ ہوگا　　جو صادق اور باکردار ہونگے
جو سرزد نیکیاں ہوں گی جہاں میں　　وہی فردوس کے اثمار ہونگے
یہ سُن کر وجد میں آئیں وہ کلیاں　　کہ ویرانے بھی پھر گلزار ہونگے
خرابے پھر بنیں گے رشکِ جنت　　بیاباں مَوْرِدِ انہار ہونگے
برستا ہی رہے گا ابرِ رحمت　　نہالِ سوختہ بردار ہونگے
جہاں میں گل کدے سجتے رہیں گے　　برومند دین کے اشجار ہونگے
چلے آئیں گے بُلبُل سیرِ گُل کو　　عنادل نغمہ خواں صد بار ہونگے
چمن زاروں میں گزریں گی بہاریں　　ہمیشہ زیرِ پا کہسار ہونگے
بنی آدم بنیں گے بھائی بھائی!　　سدا باہم دِگر غمخوار ہونگے

حقیقت ہے کہ خوش قسمت وہی ہیں
جو عشاقِ شہِ ابرار ہونگے

یاالٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے　.　جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیّا نکلا
پہلے سمجھتے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں　.　پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

(ماخوذ از درثمین)

انصار اللہ

(سلیم شاہجہانپوری صاحب۔ نواب شاہ)

ہر اک پیر رشکِ جواں اللہ اللہ
ہمیشہ رواں اور دواں اللہ اللہ

ہے رشکِ جوانی یہ پیری تمہاری
جوانوں سے ہو تم جواں اللہ اللہ

یہ رتبہ دیا حق نے انصارِ دیں کو
ہے زیرِ قدم آسماں اللہ اللہ

یہ ہمت، یہ جرأت، یہ عزمِ صمیم
ہے مداح سارا جہاں اللہ اللہ

سب انصارِ دیں ہیں تواضع کا پیکر
خمیدہ ہیں مثلِ کماں اللہ اللہ

نہ ان کو کبھی کر سکا زیر ہرگز
کڑے سے کڑا امتحاں اللہ اللہ

ہے انجم کوئی، کوئی رشکِ قمر ہے
بنا کوئی بدرِ الزماں اللہ اللہ

یہ خاکی بشر سوئے گردوں رواں ہے
جلو میں ہیں کروبیاں اللہ اللہ

پہنچ اس کی ہے سدرۃ المنتہیٰ تک
یہ پہنچا کہاں سے کہاں اللہ اللہ

مقامِ صحابہؓ کی عظمت نہ پوچھو
ستاروں کی اک کہکشاں اللہ اللہ

شہادت، صداقت، نبوت، رسالت
مقاماتِ قدوسیاں اللہ اللہ

ہے قلبِ بشر مسکنِ ذاتِ باری
مکیں اللہ اللہ مکاں اللہ اللہ

سلیم غزل خواں کو حق نے بنایا
غلامِ مسیحِ زماں اللہ اللہ

میری سرگذشت

(مکرم محمد شریف صاحب بھٹی کالی موری حیدر آباد سندھ)

جن باتوں سے متاثر ہو کر مَیں نے احمدیت کو قبول کیا سب سے پہلے مَیں یہ بتانا ضروری خیال کرتا ہوں کہ احمدیت سے پہلے میرے خیالات کیا تھے موضع بوٹر تحصیل و ضلع سیالکوٹ میرا آبائی گاؤں ہے جو پورا گاؤں پہلے غیر کا پیر پرست تھا۔ میرا پیر پرستی میں پوری برادری سے الگ خیال تھا۔ مَیں اکیلا مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی مسجد میں جمعہ وغیرہ کے لئے جاتا اور مولوی صاحب سے وقت ملنے پر تبادلہ خیال بھی کرتا اور ان کی باتوں اور عقیدہ کا میرے پر بہت اثر تھا کہ ہمارے گاؤں میں تعلیم بالغان ۱۹۴۸ء کے لئے احمدی ماسٹر مولوی حسن دین صاحب موضع بڈھال سے آئے۔ گاہے بگاہے مَیں اُن سے چھیڑ خانی کے لئے کوئی بات کرتا تو وہ گاؤں کے ماحول کو دیکھ کر زیادہ کھُل کر بات نہ کرتے۔ اس کے بعد میرے بڑے بھائی غلام احمد صاحب چوہدری فتح محمد صاحب ہریکے ٹرانسپورٹ کے پاس ملازم تھے۔ ۱۹۵۰ء میں مجھے انہوں نے بس پر کنڈیکٹر کی ملازمت پر رکھوا دیا۔ تھوڑے عرصہ میں مجھے کنڈیکٹر والی کاروائی کی عادت پڑ گئی اور مَیں چیکر سے پکڑا گیا۔ مجھے بہت خوف تھا چنانچہ جب چوہدری صاحب کے سامنے پیش ہُوا تو چوہدری صاحب مسکرا کر کہنے لگے آدمی بہت اچھا نظر آتا ہے ایسا کام نہ کیا کرو۔ لیکن ان کے اخلاقِ فاضلہ کا یہ اثر ہُوا کہ مَیں اور دلیر ہو گیا کہ یہی ہوتا ہے جب دو تین بار اس کے بعد بھی رپورٹ ہوئی تو برادرم غلام احمد صاحب نے گھر روانہ کر دیا اور چوہدری صاحب سے کہا جو آپ مناسب خیال کریں مجھے سزا دیں۔ محترم چوہدری صاحب نے بھائی صاحب کو کہا نہیں تم نے اس کو گھر کیوں بھیجا۔ مَیں اس کو ٹھیک کر لیتا۔ نادان ہے اب آوارہ پھرے گا تو اچھا ہے۔ یہ سب باتیں جب بھائی صاحب نے سیالکوٹ گھر آ کر بتائیں تو اس وقت تک یہ اثر ہُوا کہ یہ لوگ اچھے ہیں۔ اس کے بعد اسلام پور اسٹیٹ تحصیل جانی ضلع ٹھٹھہ چوہدری فتح محمد سیال نے لی تھی وہاں حالات خراب دیکھ کر ایک سال کے اندر ہی وہاں سے حیدر آباد آ گئے اور کالی موری حیدر آباد میں زمیندار کے ہاری کی حیثیت سے ٹھکانہ کر لیا خدا کا کرنا ایسا ہُوا کہ وہاں بھینس کالونی کی مارکیٹ اور ہسپتال کا ٹھیکہ جو ایک ٹھیکیدار نے لیا اُن کے منشی مستری محمد اسماعیل صاحب جو ربوہ کے محلہ دارالنصر شرقی کے رہنے والے تھے۔ وہاں آ گئے بہت بلند پایہ اخلاق کے مالک تھے۔ میرا اور میرے محترم ماموں جان نواب خانصاحب جو میرے خُسر بھی تھے اُن کے پاس بہت اُٹھنا بیٹھنا ہو گیا کچھ عرصہ گذرنے کے بعد جب میں اور ماموں صاحب شام کو کھانا کھانے کے بعد اُن کے پاس گئے تو وہ نماز کی تیاری کر رہے تھے ہم بیٹھ گئے اور وہ نماز پڑھنے لگ گئے جب چار فرض اور دو سنتیں

پڑھ کر انہوں نے نماز ختم کر دی۔ میں نے کوئی خیال نہیں کیا لیکن ماموں صاحب سمجھ گئے جب مجلس کر کے اُٹھے تو ماموں صاحب نے کہا شریف کچھ دیکھا میں نے کہا نہیں۔ یہ احمدی ہے مجھے اچانک چوٹ لگی میں نے کہا نہیں ماموں جان یہ تو بہت اچھا آدمی اور پرہیزگار نظر آتا ہے۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ یہ مرزائی ہے۔ کافی لے دے کے بعد دریافت کیا تو معلوم ہُوا کہ ٹھیک ہے۔ اب میری نظر میں اس کی وہ عزت نہ رہی جو پہلے تھی۔ میں نے اس سے چھیڑ خانی شروع کر دی۔ کافی دنوں کے بعد انہوں نے کہا محمد شریف ایسی باتیں لوفر کرتے ہیں اگر کوئی بات کرنی ہو تو آرام سے سوال کرو جواب لو۔ میں تو اسی شوخی پر تھا لیکن ماموں صاحب نے کہا نہیں بات آرام سے ہوگی کرو سوال میں پھر وہی بات جنت ہے حوریں ہیں حالانکہ میں جانتا تھا کہ یہ سب باتیں بنائی ہوئی ہیں لیکن محمد اسمٰعیل صاحب کے اخلاق اور ماموں صاحب کے دباؤ نے مجبور کیا کہ سوال کروں میں نے کہا اچھا بتاؤ کہ جب دین محمد مصطفٰےؐ پر چلنا ہے اور وہی حکم جو قرآنِ کریم میں ہے عمل کرنا ہے تو مرزا صاحب کو ماننے کی کیا ضرورت۔ اسمٰعیل صاحب نے کہا یہی تو بات ہے کہ مرزا صاحب نے قرآن کریم کی عظمت کو قائم کیا اور نبی کریمؐ کے بلند پایہ مقام کو واضح کیا میں نے کہا اچھا آپ کے خیال میں دوسرے اس لائق نہیں ہیں یہ جو اتنے عالم دین ہیں کوئی بھی نہیں سمجھ سکا۔ اس کے جواب میں جو انہوں نے ایک گھنٹہ بھر جواب دیئے۔ محفل برخاست ہوئی اور بعد میں ماموں جان جو بالکل اَن پڑھ تھے کہنے لگے محمد شریف بیشک تو ہار مان اس کی تمام باتیں معقول تھیں اور تیری ایک بھی درست نہیں یہ باتیں تقریباً ایک ماہ تک ہوتی رہی۔ ایک دفعہ وہ مجھے مربی سلسلہ مولوی برکت اللہ صاحب کے پاس لے گئے اُن دنوں وہ حیدر آباد میں تھے انہوں نے میرا حال دریافت کیا پھر بڑے پیار محبت سے پوچھنے لگے کہ کیا سوال تمہارے دل سے نکلتا ہے اور اسمٰعیل صاحب کو منع کر دیا کہ آپ ان سے کوئی بات نہ کریں۔ اور مجھ سے وعدہ لیا کہ جو بھی بات ہوگی بغیر حجاب کے آپ سے دریافت کرونگا اور کتاب تبلیغ ہدایت مجھے دیدی ہفتہ کے بعد پھر میں شوق سے مولوی صاحب کو ملنے گیا تو انہوں نے دریافت فرمایا بھٹی صاحب میں نے آپ کے لئے بہت دُعا کی ہے۔ آپ اپنے خیال بتاؤ یہ پہلی دفعہ تھی کہ مجھے بھٹی صاحب کہہ کر کسی نے پکارا ہو۔ اُن کے مبارک ہونٹوں سے نکلے ہوئے لفظ اب بہت آدمی مجھے اسی طرح پکارنا شروع ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا مولوی صاحب مسائل تو میں سمجھ گیا ہوں اب یہ دماغ قبول نہیں کرتا کہ مرزا صاحب خدا کی طرف سے ہیں بڑے ہی پیار سے مجھے فرمایا کہ میں بھی دُعا کرونگا اور نماز میں دُعا کرو اور دریافت کرو کہ اے خداوند کریم مجھے بتا کہ یہ برحق ہے یا کہ نہیں۔ ان کے اندازِ بیان اس طرح ہُوا جو میرے دل کے اندر بیٹھ گیا کیونکہ اس طرح کی بات میری زندگی میں کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ مولوی برکت اللہ صاحب کو اپنے سایۂ رحمت میں رکھے میں تو ٹوٹی پھوٹی دُعا جو میرے سے ہو سکتی کرتا تھا مگر درد سے کرتا کہ اے خدا تمام علم تیرے کو ہے مجھ ناچیز کو ظاہر کر چنانچہ پورے پندرہ دن ہوئے رات کو دیر تک دُعا کرتا ہوا سو گیا۔ اکتوبر موسم بھی ایسا ہی ہوتا بہت گہری نیند آگئی تو کیا دیکھتا ہوں حضرت اقدس علیہ السّلام کوئی تین فٹ اونچے کھڑے ہیں اور محترم والد صاحب جنہوں نے اپنی زندگی میں بیعت نہیں کی تھی کھڑے ہیں میں والد صاحب کی طرف جھکا۔ انہوں نے ہاتھ پکڑ لیا میں نے دریافت کیا کہ والد

(باقی صفحہ ۲۹ پر)

آپ بیتی

(جلال الدین شادؔ منتظم عمومی انصار اللہ سیالکوٹ شہر)

ماہِ صیام

یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔

کافی عرصہ سے خاکسار کو ماہ صیام میں روزہ رکھنے کے دوران کبھی کبھی معدہ کی تکلیف ہو جاتی تھی جس کی وجہ سے قے ہو جاتی یا پھر بعض دفعہ روزہ کی حالت میں اتنی سخت کمزوری ہو جاتی کہ خاکسار سے برداشت کرنا بہت مشکل ہو جاتا۔ جس کی وجہ سے میں یہ ارادہ کرتا کہ دوسرے دن روزہ نہیں رکھوں گا۔ لیکن پھر روزہ رکھ لیتا۔ اور کئی قسم کے خیالات ذہن میں دوڑتے رہتے۔ اس طرح ہر سال قے ہو جانے سے تین چار روزے ٹوٹ جاتے جس کی وجہ سے خاکسار بہت پریشان ہوتا اور خاکسار کو روزہ ٹوٹنے کی وجہ سے بہت افسوس ہوتا۔

پچھلے سال خاکسار حضرت اقدس علیہ السلام کی تفسیر سورۃ البقرۃ پڑھ رہا تھا۔ چنانچہ جب آیت یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۃ یعنی تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں مگر جو تم میں سے بیمار یا سفر پر ہو وہ اتنے روزے پھر رکھے۔

(شہادت القرآن بار دوم ص۳۵)

تفسیر کرتے ہوئے حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں کہ میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔

(الحکم جلد ۵ ع۳ ص۵ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء۔ الحکم جلد ۱۱ ع۷ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۷ء ص۱۴)

جب خاکسار نے یہ تفسیر پڑھی اور حضرت اقدس علیہ السلام کے یہ الفاظ کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی تو خاکسار کی یہ حالت ہو گئی کہ پچھلے سال خاکسار کو کوئی بھی کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی۔ روزے نہایت آرام سے گزرے اور خاکسار کو اتنا لطف روزے رکھنے کا آیا کہ پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ بار بار حضرت اقدسؑ کے الفاظ ماہ صیام میں خاکسار کے ذہن میں آتے رہے اور ان الفاظ نے کہ "یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں" خاکسار کے ذہن پر بہت اثر کیا اور اس طرح معلوم ہوتا

تھا کہ واقعی ہی خاکسار پر ہلکی سی پھوار کی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو رہی تھی اور خاکسار کا چہرہ جو پہلے مرجھا جاتا تھا۔ ہشاش بشاش رہا۔ دفتر میں سب لوگ بہت حیران ہوتے اور ہر روز پوچھتے کہ اس دفعہ آپ کی طبیعت اچھی نظر آتی ہے۔ خاکسار ان کو مندرجہ بالا الفاظ سناتا جس کا وہ بھی اقرار کرتے اسی طرح گھر میں بار بار حضرت اقدس مسیح الموعود علیہ السّلام کی تفسیر کا ذکر ہوتا خاکسار بھی بار بار یہ آیت ہر روز دہراتا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کو جذب کرتا اور اس کی برکتوں سے ہمکنار ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان بابرکت ایام میں روزے رکھنے کی توفیق عطا کرے اور ہم کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو حاصل کرنے والا بنائے۔ آمین ثم آمین۔

لنڈن کانفرنس

۲ مئی ۱۹۷۸ء کا واقعہ ہے کہ چوہدری عنایت اللہ صاحب مربی سلسلہ سیالکوٹ نے خاکسار کو تحریک کی کہ خاکسار کسر صلیب کانفرنس لندن میں شامل ہو۔ خاکسار نے یہ تجویز خدا تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہوئے قبول کی اور چوہدری صاحب کو دُعا کی درخواست کی۔ چند دنوں کے بعد خاکسار کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ خاکسار حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "قافلے میں شامل ہو کر جائے۔ چنانچہ خاکسار چند خدام کو سیالکوٹ شہر سے ساتھ لے کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے ربوہ گیا۔ جب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر کے پاس پہنچا تو مکرم و محترم چوہدری عنایت اللہ صاحب احمدی مربی سلسلہ سے وہاں ملاقات ہوئی۔ محترم چوہدری صاحب نے فرمایا کہ اپنی خواہش کے مطابق ابھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ایک منٹ کی ملاقات کا شرف حاصل کر دوں۔ چنانچہ خاکسار نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے اپنا نام درج کر دیا۔ چند منٹوں کے بعد خاکسار کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ خاکسار نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے لندن کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے حضور سے دُعا کی درخواست کی اور ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ "قافلہ میں جانے کی درخواست کی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بہت پیار سے فرمایا کہ "جو وہاں جائے گا وہ میرے قافلے میں ہی شمار سمجھا جائے گا۔" پھر خاکسار نے ویزا حاصل کرنے کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کی۔ حضور نے فرمایا " آپ سفارت خانہ والوں کو یقین دلا دیں کہ آپ وہاں جا کر واپس آ جائیں گے۔ ویزا آپ کو مل جائے گا۔" اس کے بعد حضور نے خاکسار کی طرف اپنا ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھایا۔ خاکسار نے اپنا ہاتھ بھی آگے بڑھایا ساتھ ہی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہا۔ خاکسار کی ملاقات کا نظارہ خاکسار کی آنکھوں کے سامنے آج بھی اسی طرح سے ہے جیسے مئی ۱۹۷۸ء میں تھا۔ خاکسار جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کے بعد باہر آیا تو مکرم چوہدری صاحب میرے انتظار میں تھے۔ انہوں نے پوچھا سناؤ ملاقات ہو گئی۔ خاکسار نے عرض کی جی ہاں ملاقات ہو گئی چوہدری صاحب نے

پوچھا لندن کانفرنس میں شمولیت کے لئے ذکر کیا تھا۔ خاکسار نے عرض کیا جی ہاں۔ چوہدری صاحب نے پوچھا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا۔ خاکسار نے عرض کیا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے لئے دُعا فرمائی اور دوسری عرض برائے شمولیت قافلہ اور ویزا کے لئے بھی دُعا کی۔ انشاء اللہ تعالیٰ خاکسار کو ویزا بھی مل جائے گا۔ اور خاکسار قافلہ میں بھی شامل ہوگا۔ اور لندن جانے کا خرچ جو بھی ہوگا وہ بھی اللہ تعالیٰ دے گا۔ چوہدری صاحب نے فرمایا! الحمد للہ۔ اس کے بعد خاکسار کے دل کی کیفیت عجیب سی ہوگئی۔ خاکسار کو یقین کامل ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر کام میں خاکسار کی مدد کرے گا۔ چنانچہ خاکسار سیالکوٹ واپس آگیا۔ گھر والوں کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کا تمام حال سُنایا سب بہت خوش ہوئے۔ خاکسار چند دن بعد لاہور ٹکٹ خریدنے گیا۔ KLM کے دفتر گیا تو مینجر KLM نے کہا ایک گھنٹہ تک میرا سارا کام مکمل ہوجائے گا۔ چنانچہ خاکسار ایک گھنٹہ کے بعد جب KLM کے دفتر گیا تو خاکسار کا ٹکٹ۔ سٹیٹ بنک کا اجازت نامہ۔ ڈالر ملنے کی اجازت سب کچھ تیار تھا۔ خاکسار نے ٹکٹ اور پاسپورٹ حاصل کیا۔ اسی وقت بنک سے ۵۰۰ ڈالر حاصل کئے اور وہاں سے سیدھا ریلوے اسٹیشن پر پہنچا۔ راولپنڈی کے لئے ریل کار تیار کھڑی تھی۔ اس میں سوار ہوگیا۔ ریل کار چل پڑی۔ ٹھیک رات کے دس بجے راولپنڈی پہنچا۔ وہاں رات آرام کرنے کے بعد صبح برطانیہ کے سفارت خانہ گیا۔ جب وہاں پہنچا تو ۵ — ۹ منٹ تھے۔ استقبالیہ دفتر والوں نے خاکسار کو بتایا کہ ۹ بجے تک جتنے فارم جمع ہوئے تھے انہوں نے وصول کرکے ویزا آفیس بھیج دیئے ہیں۔ اب ویزا آفیسر کی اجازت کے بغیر وہ فارم داخل نہیں کریں گے۔ چنانچہ خاکسار ویزا آفیسر کے پاس گیا۔ اس نے دیکھتے ہی فارم مجھ سے لئے اور اوپر لکھا کہ "فوراً فارم داخل کئے جائیں"۔ خاکسار اپنے فارم لے کر دفتر استقبالیہ میں گیا تو انہوں نے خاکسار کے کچھ فارم پُر کئے اور پھر کچھ انتظار کرنے کا کہا۔ وہ فارم ویزا آفس بھیج دیئے گئے۔ ایک گھنٹہ بعد خاکسار کو ویزا آفیسر نے بلایا اور کچھ سوال کرنے کے بعد کہا آپ کا ویزا میں نے لگا دیا ہے۔ باہر جاکر فیس ویزا جمع کرادیں۔ خاکسار نے ویزا آفیسر کا شکریہ ادا کیا اور باہر آکر فیس ویزا جمع کرائی۔ حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعائیں میرے ساتھ تھیں۔ کبھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کا نظارہ میری آنکھوں کے سامنے آتا۔ کبھی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تقریر والا اشتہار میرے سامنے آتا۔ خاکسار تسبیح کرتا رہا۔ اس دوران میں خاکسار کا نام پکارا گیا۔ خاکسار چوکنّا ہُوا۔ ایک انگریز آیا۔ اس کے ہاتھ میں خاکسار کا پاسپورٹ تھا۔ اس نے مذاق کرتے ہوئے کہا۔ یہ آپ کا ہی پاسپورٹ ہے۔ ویزا لگ گیا۔ خاکسار حمد باری تعالیٰ اور تسبیح کرتا ہُوا واپس آیا۔ ہر دو نظارے خاکسار کے سامنے تھے۔

اس طرح خاکسار کو تقریباً دوؔ گھنٹے میں ویزا مل گیا

خاکسار ۳۰ مئی ۱۹۷۸ء کو صبح گھر سے بس پر سوار ہوا اور لاہور ایئرپورٹ پر پہنچا۔ وہاں سے جہاز میں سوار ہوکر کراچی پہنچا۔ ۳۰ مئی ۱۹۷۸ء کو رات دوؔ بجکر بیسؔ منٹ پر KLM کا جہاز DC — 10

کراچی سے پرواز کرتا ہوا ۱۳ ؍مئی کو فرینکفورٹ رکا۔ وہاں سے پھر پرواز کرتا ہوا ہالینڈ ایمسٹرڈم کے ہوائی اڈہ پر رکا۔ وہاں سے اگلے جہاز کا انتظار کیا۔ وہاں سے B.O.A.C. کا جہاز لندن پرواز کے لئے تیار تھا سب مسافروں کے لئے اعلان ہوا کہ لندن کے لئے جہاز تیار ہے۔ جو مسافر لندن جانا چاہتے ہیں وہ اس جہاز میں سوار ہو جائیں۔ خاکسار بھی دوسرے مسافروں کے ساتھ اس جہاز میں سوار ہو گیا۔ جب اندر گیا تو خاکسار نے ٹوپی اتاری اور کوٹ اتار کر ساتھ والی سیٹ پر رکھ دیا۔ اس اثنا میں مکرم محمد رفیق صاحب ثاقب مبلغ افریقہ جہاز میں آئے۔ خاکسار کے ساتھ ہاتھ ملایا اور کہا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی اس جہاز میں اپنے قافلہ کے ہمراہ سوار ہوئے ہیں۔ اسی اثناء میں حضور کے قافلے کے دیگر افراد بھی یہیں آ گئے۔ خاکسار حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اس جہاز میں سوار ہونا سن کر اللہ تعالیٰ حمد باری تعالیٰ کی تسبیح میں لگ گیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وہ الفاظ جو وہاں جائے گا وہ میرے قافلے میں شمار کیا جائے گا۔ بار بار میرے کانوں میں گونج رہے تھے۔ خاکسار حضور ایدہ اللہ کو دیکھنے کے لئے تڑپ رہا تھا۔ جہاز پرواز کے لئے بالکل تیار تھا۔ خاکسار سے رہا نہ گیا۔ فوراً خاکسار نے حرکت کی اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پاس فرسٹ کلاس میں پہنچ گیا۔ حضور انور سے خاکسار نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ حضور نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ خاکسار نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کے بعد عرض کیا حضور آپ کی دعاؤں سے خاکسار کو ویزا اور دوسرے کاغذات ٹکٹ وغیرہ ایک ایک گھنٹے میں مل گئے۔ حضور انور مسکراتے رہے خاکسار حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پاس کھڑا رہا۔ پھر خاکسار نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے اجازت چاہی اور پچھلے حصہ میں آ کر بیٹھ گیا۔ جہاز پرواز کے لئے رن وے کی طرف چل پڑا۔ خاکسار اللہ تعالیٰ کی حمد میں مصروف رہا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کو یاد کرتا رہا۔ اور جہاز ایمسٹرڈم کے ہوائی اڈے سے پرواز کر گیا۔ اور فوراً رود بار انگلستان پر پرواز کرتا ہوا آگے ہی آگے بڑھ رہا تھا۔ خاکسار بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے قافلے میں شامل لندن کانفرنس میں شمولیت کے لئے رود بار انگلستان پر پرواز کر رہا تھا۔ کبھی حضور کی دعائیں یاد آ رہی تھیں کبھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے یہ الفاظ کہ جو وہاں جائے گا وہ میرے قافلے میں شامل کیا جائے گا۔

اس طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے منہ سے نکلے ہوئے بابرکت الفاظ جلد ہی پورے ہو گئے۔

شانِ احمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے ۔ کیا ہی پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا ۔ سب سے بڑھ کر مقامِ احمدؐ ہے

کچھ یادیں

(محمد نعیب عارف صاحب ۔ راولپنڈی)

مَیں نے اپنی عمر کی ابھی بیسویں بہار ہی دیکھی تھی۔ جنگِ عظیم دوم کا زمانہ تھا۔ ۳ر ستمبر ۱۹۳۹ء کو انگریز جرمنی کے خلاف اعلانِ جنگ کر چکے تھے۔ یہ عاجز قادیان سے میٹرک پاس کر کے بغرض ملازمت فیروزپور آرسنل میں ملازم ہو چکا تھا کہ دسمبر ۱۹۴۰ء میں فوج میں بھرتی ہو گیا۔ فروری ۱۹۴۱ء میں سمندر پار جانے والے ایک ڈرافٹ کے ساتھ منسلک کر دیا گیا۔ آخر وہ وقت بھی آگیا جب ہم فیروزپور چھاؤنی سے اپنے عزیزوں سے الوداع ہو رہے تھے ہماری سپیشل ٹرین تیار کھڑی تھی کہ چند فوجیوں کو کیا سوجھی۔ تالیوں کی تھاپ کے ساتھ عشقیہ گانے گاتے شروع کر دیئے۔ کلام لغویات تھا کہ فوجیوں کو الوداع کرنے والی مستورات بھی شرم سے اپنے پلّو اپنے دانتوں میں لئے ہوئے تھیں۔ مَیں سوچتا تھا ان لوگوں کو کیا ہو گیا۔ کیا ان میں کوئی بھی رَجُلٌ رَشِید نہیں۔ جو ہمارے حق میں الوداعی دعا ہی کرا دیتا۔ عواقب کے انجام سے بے خبر۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہم خطرہ میں کود رہے ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ حق تعالیٰ کے آستانہ پر جھکتے اور اس سے اپنی آنے والی زندگی کے شر سے پناہ مانگتے۔ مگر اس دہریت کے دور میں کسے یہ خیال تھا۔ عبرت عبرت !!

غرض گاڑی حرکت میں آئی۔ ملنے والوں نے ہاتھوں اور رومالوں سے حسرت بھری نگاہوں کے ساتھ رخصت کیا۔ آدھا گھنٹہ یا گھنٹہ ملے جلے جذبات میں گذرا۔ تو ہمارے کمپارٹمنٹ میں محمد اکرم نامی نوجوان جو راولپنڈی کا رہنے والا تھا یوں گویا ہوا "کیوں مُسوے ہوئے بیٹھے ہو۔ کچھ گاؤ ناچو اور وقت کو دھکا دو"۔ ایسے وقت میں بھلا کسے ان باتوں کی سوجھتی۔ مگر جو شیطانی حرکت وہ فوجی نوجوان اسٹیشن پر کروا چکا تھا۔ شیطنت نے اسے مزید اُبھارا۔ تو پکڑ پکڑ کر اور مجبور کر کے ٹولے کے ہر ایک نوجوان نے گانا اور ناچنا شروع کروا دیا۔ اور اس دوران میں بعض فحش حرکات سے بھی باز نہ آیا کہ جس کو دیکھ کر شرافت اپنا سر پکڑ بیٹھی۔ شیطنت کا جادو اس کے سر چڑھ چکا تھا۔

اس ڈبہ میں میرے ساتھ ایک اور احمدی دوست عنایت غنی صاحب تھے جو اب ریٹائرڈ آنریری کیپٹن ہیں۔ وہ کچھ گھبرا کر میری طرف متوجہ ہوئے۔ اور کہا "کیا یہ ہم کو تو مجبور نہ کرے گا"۔ مَیں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے اُن کو تسلی دی اور کہا۔ "آپ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ کا ورد شروع کر دیں۔ مجھے توقع ہے کہ وہ ہم دونوں کو کچھ نہیں کہے گا۔ کیونکہ وہ جان چکا تھا کہ ہم احمدی ہیں۔ غرض ہم دونوں استغفار درود

اور آیت کریمہ پڑھتے ہوئے سو گئے۔ اور آنکھ پھر صبح تین بجے ہی کھلی۔ سہارن پور آگیا تھا۔ ہم دونوں نے تہجد اور نماز فجر ادا کی۔ وہ دن اور اگلا دن بھی ہمارے کمپارٹمنٹ کا ایسے ہی گذرا۔ جبکہ محمد احسن خانصاحب (اب سی جی او ہو کر ریٹائر ہو چکے ہیں) جو ہمارے احمدی بھائی تھے وہ اپنے کمپارٹمنٹ میں جن میں ہندو اور سکھ بھی تھے۔ نیک باتوں کی تلقین کر کے اُن پر کنٹرول حاصل کر چکے تھے۔

کلکتہ پہنچنے پر ہم لوگ EKMA بحری جہاز پر سوار ہوئے۔ جہاز ساحل چھوڑ کر سمندر کے بیچ بیچ جا کھڑا ہوا تھا۔ رات ساکن سمندر میں گذاری۔ دوسرے روز ڈھائی تین بجے وہ منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا۔ اس دوران اللہ تعالےٰ نے ہم کو محض احمدیت کے طفیل اور اپنے خاص فضل سے ایک نیکی بجا لانے کی توفیق بخشی۔ اپنی یونٹ میں تو ہم چند احمدی نوجوان تھے کوئی بزرگ ساتھ نہ تھے۔ ہاں ایئر فورس کی ایک یونٹ بھی ہمارے ساتھ کلکتہ سے جہاز میں سوار ہوئی تھی۔ ہیڈ کلرک محمد اشرف صاحب مرحوم مل گئے تھے۔ اُن کو ہم نے اپنے سفر کا امیر بنایا۔ اور جہاز کے سفر کے سات دن یوں گذرے کہ نماز باجماعت پانچوں وقت۔ ہر نماز کے بعد کشتی نوح کا درس اور صبح کی نماز کے بعد آدھ گھنٹہ قرآن مجید کی تلاوت۔ یہ مختصر سی عبادت ہم بجا لائے۔ جبکہ دوسرے لوگوں ہندو سکھوں کا جہاز میں کوئی پروگرام نہ تھا۔ سوائے خرافات کے۔ حالانکہ ان لوگوں کو معلوم تھا کہ ہم خطرناک سمندر میں سے گذر رہے ہیں جب کہ چار DESTROYERS ہماری حفاظت کے لئے جاپانیوں کی سمندر میں بچھائی ہوئی سرنگوں کو صاف کر کے منزل مقصود تک کا راستہ ہموار کر رہے تھے۔ آخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چھ مارچ ۱۹۴۲ء کو ہمارا جہاز بخریت سنگاپور جا لگا۔

جہاز سے اُتار کر REST CAMP (یوں کہیئے کہ UN-REST CAMP) میں پہنچا دیئے گئے۔ جہاں دس روز کی مصروف ٹریننگ نے جوانوں کا حلیہ بگاڑ دیا۔ خدا خدا کر کے آخر ایک دوسری یونٹ میں جو آرڈیننس کی تھی ATTACH کر دیا گیا۔ تو لوگوں کو رو رو کر ہم نے اپنا دکھڑا سنانا شروع کر دیا۔ جبکہ قسمت ہمارے سروں پر کھڑی ہنس رہی تھی۔ اور کہہ رہی تھی ؎ "ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں"

ہمیں اپنی منزل مقصود کا کچھ پتہ نہ تھا اور فوج میں تو نقل و حمل کو خفیہ ہی رکھا جاتا ہے آخر ایک روز سنگاپور سے UP-COUNTRY ملایا کے اندر جانے کے احکامات صادر ہوئے۔ رات دس بجے سنگاپور سٹیشن سے ٹرین میں سوار ہوئے۔ تو صبح کوالالمپور میں آنکھ کھلی۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ ہمارے ایک ہمراہی کو سنگاپور سے روانگی سے قبل گردن توڑ بخار ہوا۔ اور وہ وہیں روک لیا گیا۔ اور اطلاع ملی کہ وہ فوت ہو گیا۔ ہماری یونٹ میں گھروں سے نکلنے کے بعد یہ پہلا حادثہ فاجعہ ابھی ابتدائی مراحل پر ہی پیش آ گیا۔ جو بہت رنج و غم کا باعث ہوا ہم کو اپنی یونٹ میں پہنچانے کی بجائے ایک EAST CAMP میں لے جایا گیا۔ ڈاکٹری ہوئی۔ کپڑے DISIN-FECT کئے گئے۔ BLEECHING POWDER سے نہلائے گئے۔ اور دس دن تک SEGREGATE رہے۔ پس

دوران میں میاں محمد اکرم صاحب کی حالت میں تغیر آیا۔ آخر جب لوہا گرم ہوتا ہے تو نرم ہو جاتا ہے۔ فوتیدگی کی وجہ سے لگا لوگوں کو ابھارنے اور نماز پڑھنے کی تلقین کرنے۔ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھوایا۔ کیلے بطور نیاز تقسیم کرائے ہر نماز کے وقت خود اذان دیتا۔ اور کہے " پڑھو نمازیں۔ خدا کو یاد کرو۔ ابھی سے خدا کا غضب شروع ہو گیا۔ آگے کیا ہو گا؟ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ عاجز اپنی یونٹ میں SENIOR کلرک تھا۔ بیرک کے آخری سرے پر الگ پارٹیشن میں مجھے رہنے کی جگہ مل گئی۔ میری نگہداشت میں رول کال ہوتی اور حکم احکامات لینے اور دینے کی میرے ذمہ خدمت تھی۔ ہم احمدکا　　اکٹھے باجماعت نماز پڑھتے اور قرآن مجید کا درس بھی ہوتا۔

ایک دفعہ ایک الہ آباد کے ہندوستانی کلرک محمد رمضان خان نے آکر از خود ہی مجھ سے سورۃ یٰسین کے پڑھنے کی وجہ دریافت کی اور اس کا ترجمہ سننے کی خواہش کی۔ جو سمجھایا گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس دوران میں ہماری پہلی ڈاک ہندوستان سے آپہنچی۔ جو ہمارے اُن خطوط کے جواب میں تھی۔ جو ہم ہندوستان میں لکھ کر آئے تھے۔ وہ ڈاک میں چھانٹ رہا تھا۔ محمد اکرم میرے پاس ہی بیٹھا تھا۔ ایک خط اس کا میں نے اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے جلدی سے اُسے کھولا اور پڑھنا شروع کیا۔ اچانک میں چونکا جبکہ محمد اکرم خط زمین پر پٹک چکا تھا۔ اور وہ کہہ رہا تھا۔ "نمازاں وی پڑھنیاں شروع کیتیاں تے کڑی ہی ہوئی۔ یعنی گھر سے بچی تولد ہونے کی اطلاع پر نمازوں کی وجہ سے اُسے خسارہ کی طرف منسوب کیا جا رہا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس کے بعد اس نے نماز پڑھنی بھی کچھ دنوں کے لئے چھوڑ دی۔ نہ وہ اذان تھی اور نہ ہی نماز کے لئے وہ پکڑ دھکڑ........ فاعتبروا یا اولوالابصار۔

بقیہ از صفحہ ۲۲ " میری سرگذشت "

صاحب اگر یہ حق تھا تو آپ نے کیوں قبول نہ کیا۔ والد صاحب فرمانے لگے تم کو علم ہے کئی چیزیں آدمی خود نہیں کھاتا اولاد کیلئے رکھ دیتا ہے اور میرا ہاتھ مسیح پاک کے ہاتھ میں دیا اور میرے آنسو جاری ہو گئے اور نیند کھل گئی۔ اس وقت تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد فجر کی اذان کا ٹائم تھا۔ اُٹھا تو میرے قدم بوجھل ہو گئے۔ میں نے اپنی بیوی کو اٹھایا اور اس کو جب یہ بات بتائی تو وہ بہت خوش ہوئی اور مجھے مبارک دی۔ میری ہمت بڑھ گئی دل میں بہت خیال گذرے کہ پورے خاندان میں کوئی نہیں بائیکاٹ ہو گا۔ لیکن مولوی صاحب کی دعاؤں کے طفیل کوئی روک حائل نہ ہو سکی۔ اور اسی دن احمدیہ ہال پہنچ کر بیعت کیلئے کہا جس پر مولوی صاحب فرمانے لگے ابھی اور غور کر و۔ میں نے رات کا واقعہ بتا کر عرض کی یہ اب آپ پہ ہے خدا کو آپ جواب دیں گے۔ جب میں نے یہ لفظ کہا تو مولوی صاحب نے بیعت فارم نکال کر پُر کیا اور میں احمدیت میں شامل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے لاکھ لاکھ احسان ہیں جس نے عاجز کی راہنمائی کی۔ اللہ تعالیٰ سب کی راہنمائی کرے۔ محض اس کے فضل سے ہی ہوتا ہے۔

مکرم سید احمد علی صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد مقامی و قائد تربیت انصار اللہ مرکزیہ

تکبّر اور بدظنّی

(یہ مقالہ سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ میں پڑھا گیا۔ ادارہ)

ھُوَ اللّٰہ الذی لا الٰہ اِلّا ھو المَلِکُ القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبّار المتکبّر سبحان اللّٰہ عمّا یشرکون۔ (الحشر ع ۳)

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو　　کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو
شوخی و کبر دیوِ لعین کا شعار ہے　　آدم کی نسل وہ ہے "جو وہ" خاکسار ہے
اے کرمِ خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو　　زیبا ہے کبر حضرتِ ربِّ غفور کو
چھوڑ دو کبر و غرور کہ تقویٰ اسی میں ہے　　ہو جاؤ خاک۔ مرضیٔ مولا اسی میں ہے

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹)

احبابِ کرام میرے مضمون کے دو حصّے ہیں۔ پہلا حصّہ تکبّر ہے لغوی طور پر تکبّر کے معنی ہیں کسی چیز کو بڑا سمجھنا۔ کبر کسی انسان کی وہ حالت ہے جب وہ خود پسند بنکر کسی بات کو اپنے ساتھ مخصوص سمجھ لے اور اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے ممتاز اور بڑا خیال کرنے لگے۔

یہ ایک حقیقت ہے جیسا کہ تلاوت کردہ آیت اور آیت وَ لہ الکبریاء فی السمٰوات والارض (جاثیہ ع ۴) میں ہے کہ آسمانوں اور زمین میں سب بڑائی اسی کی ہے۔ اور انسانوں میں سے کسی کو بھی یہ مقام حاصل نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے متکبّرین کی مذمّت کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"فالیوم تُجزون عذاب الھون بما کنتم تستکبرون فی الارض بغیر الحقّ وبما کنتم تَفْسُقُوْن۔ (الاحقاف ع ۲)

یعنی "آج تم کو زمین میں بغیر حق کے تکبّر کرنے اور نافرمانی کی وجہ سے رسوائی کا عذاب دیا جائے گا"

حدیث قدسی میں ہے:۔

"یقول اللّٰہ تعالیٰ الکبریاء ردائی۔ یعنی خدا تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کبریائی میری چادر ہے"۔ (مشکوٰۃ ص ۴۳۳)

سیدنا حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"تکبّر۔ بخل۔ غرور وغیرہ بداخلاقیاں بھی اپنے اندر شرک کا ایک حصّہ رکھتی ہیں اس لئے

ان بد اخلاقیوں کا مرتکب خدا تعالیٰ کے فضلوں سے حصّہ نہیں لیتا بلکہ وہ محروم ہو جاتا ہے۔ برخلاف اس کے غربت و انکسار کرنے والا خدا تعالیٰ کے رحم کا مورد بنتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۶ ص۱۰۱)

تکبّر کی قسمیں

حضور فرماتے ہیں:۔

"تکبّر کئی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جبکہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا ہے تو اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ کبھی زبان سے نکلتا ہے اور کبھی اس کا اظہار سر سے ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ غرضیکہ تکبّر کے کئی چشمے ہیں اور مومن کو چاہیئے کہ ان تمام چشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبّر کی بُو آوے اور وہ تکبّر ظاہر کرنے والا ہو۔" (ملفوظات جلد ۶ ص۴۰۱ و ص۴۰۲)

اور فرمایا:۔ "بعض اوقات خاندان اور ذات کا تکبّر ہوتا ہے سمجھتا ہے کہ میری ذات بڑی ہے اور یہ چھوٹی ذات کا ہے۔" (ملفوظات جلد ۶ ص۴۰۳)

در اصل خدا تعالیٰ کے ماموروں کا انکار بھی اکثر اوقات میں تکبّر کا نتیجہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

"افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم" (البقرہ ع)

کہ "جب بھی تمہارے پاس کوئی رسول اس تعلیم کو لے کر آیا جسے تمہارے نفس پسند نہیں کرتے تھے تو تم نے تکبّر کر کے اس کی تکذیب کر دی۔"

اور بعض لوگوں کے لئے علم بھی ذریعہ تکبّر بلکہ ماموروں کے انکار کا باعث بن جاتا ہے جیسا کہ فرمایا:۔

"فلمّا جاءتھم رسلھم بالبیّنات فرحوا بما عندھم من العلم۔ (المومن ع۹)

یعنی "جب بھی ان کے پاس ان کے رسول نشانات لے کر آئے تو اُن کے پاس جو تھوڑا بہت علم تھا وہ اس پر فخر کرنے لگے۔"

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے تکبّر کے بے شمار مصائب و نقائص اور خرابیوں کی وجہ سے فرمایا:۔

"لایدخلُ الجنّة من کان فی قلبه مثقالُ ذرّةٍ مِن کِبرٍ۔ (مشکوٰۃ ص۴۳۳)

جس کے دل میں ذرّہ بھر بھی کبر و نخوت اور غرور ہوگا وہ جنّت میں داخل نہ ہو سکے گا۔

فرمایا:۔ من تواضع للہ رفعه الله فهو فی نفسه صغیرٌ و فی اعینِ النّاس

عظیمٌ ومن تکبّر وضعہ اللہ فھو فی اعین النّاس صغیرٌ وفی نفسہ کبیرٌ حقٌّ لھو اھون علیھم من کلبٍ او خنزیر۔"

یعنی "جو تواضع حلیمی اور انکسار اختیار کرتا ہے خدا تعالیٰ اسے رفعت و بلندی سے نوازتا ہے۔ گو وہ اپنے نفس میں خود کو حقیر اور لاشئ محض سمجھتا ہے مگر لوگوں کی نظروں میں وہ صاحب عظمت اور بڑائی ہوتا ہے۔ لیکن جو متکبّر ہوتا ہے خدا تعالیٰ اسے پست کرتا ہے وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ہوتا ہے۔ اور اپنے دل میں خود کو بڑا سمجھتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے اور سوئر سے بھی بدتر اور حقیر ہو جاتا ہے"۔ (مشکوٰۃ ص۴۳۴)

سیّدنا حضرت اقدس نے اپنی عزیز جماعت کو "کشتی نوح" میں متنبہ فرمایا ہے کہ :-

"متکبّر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔"

اور "شرائط بیعت" میں یہ اقرار لیا کہ :-

"تکبّر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خُلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا"۔

"تکبّر" کیا ہے

سیّدنا حضرت اقدس "نزول المسیح" میں فرماتے ہیں :-

"میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبّر سے بچو۔ کیونکہ تکبّر ہمارے خداوندِ ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر شاید تم نہیں سمجھو گے کہ تکبّر کیا چیز ہے؟ پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں"۔

۱۔ "ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالِم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنر مند ہے وہ متکبّر ہے۔ کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے۔ اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دے دے"۔

۲۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصوّر کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبّر ہے۔ کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے

بہتر مال و دولت عطا کر دے۔

۳۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحتِ بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اُس کے بدنی عیوب لوگوں کو سُناتا ہے وہ بھی متکبر ہے۔ اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اُس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اُس کو بدتر کر دے۔ اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اُس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

۴۔ ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دُعا مانگنے میں سُست ہے وہ بھی متکبر ہے۔ کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا۔ اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔

۵۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اُس نے بھی تکبر سے حصّہ لیا ہے۔

۶۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سُننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصّہ لیا ہے۔

۷۔ ایک غریب بھائی جو اُس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اُس نے بھی تکبر سے حصّہ لیا ہے۔

۸۔ ایک شخص جو دُعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصّہ لیا ہے۔

۹۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اُس نے بھی تکبر سے ایک حصّہ لیا ہے۔

۱۰۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سُنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اُس نے بھی تکبر سے ایک حصّہ لیا ہے۔

سو تم کوشش کرو کہ کوئی حصّہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکو۔ اور جس قدر دُنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اُس سے کرو اور جس قدر دُنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ۔ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر۔ تا تم پر رحم ہو۔" آمین ثم آمین۔

(نزول المسیح بار اوّل ص ۲۴-۲۵)

بدظنی

میرے مضمون کا دوسرا حصہ ہے "بدظنی"۔ سو اس بارہ میں فرمانِ الٰہی یہ ہے :-

"یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضًا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتًا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم۔ (الحجرات ع۲)

یعنی اے ایمان والو! گمانوں سے بہت بچتے رہا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں۔ اور تجسس سے کام نہ لیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کیا کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ اگر تمہاری طرف یہ بات منسوب کی جائے تو تم اس کو ناپسند کرو گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ بہت ہی توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے"

در اصل "بدظنی" تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ بدظنی سے ہی انسان دوسرے کی عیب چینی اور عیب شماری کرنے اور لوگوں کے سامنے اس کے عیوب ظاہر کرکے غیبت اور چغلی کے گناہِ عظیم کا مرتکب ہوتا ہے جو مُردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ اسی لئے نہ صرف خدا تعالیٰ نے بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی بدظنی اور بدگمانی سے یہ کہہ کر ممانعت فرمائی :-

"ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث" کہ "بدظنی اور بدگمانی سے اپنے آپ کو بچاؤ کہ اس سے بڑھ کر کوئی جھوٹی بات نہیں ہوسکتی"۔ (مجمع بحار الانوار جلد ۲ صفحہ ۳۳۲)

در اصل تکبر کی طرح "بدظنی" بھی خدا کے پیاروں کو قبول کرنے میں سدِ راہ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ بعض نبیوں کے وقت میں یہ گمان کرکے ان کا انکار کر دیا گیا کہ اب خدا کسی کو منصب نبوت پر فائز نہیں کرے گا۔ جیسا کہ سورۃ الجن (ع۱) میں فرمایا گیا۔ "وانھم ظنوا کما ظننتم ان لن یبعث اللہ احدًا۔" یعنی وہ جن یعنی یہودی بھی یہ گمان کرتے تھے جس طرح تم گمان کرتے ہو کہ اب اللہ تعالیٰ کسی کو نبی بنا کر مبعوث نہیں کرے گا"

اسی بدظنی کے سبب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی گئی جیسے فرمایا مسیح پاک نے :-

گر نہ ہوتی بدگمانی کفر بھی ہوتا فنا — اس کا ہووے ستیاناس اس سے بگڑے ہوشیار
بدگمانی نے تمہیں مجنون و اندھا کر دیا — ورنہ تھے میری صداقت پر براہین بے شمار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۰۱)

بدظنی کی قباحتوں اور مضرتوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں :-

"یہ خوب یاد رکھو کہ ساری خرابیاں اور برائیاں بدظنی سے پیدا ہوتی ہیں اسی لئے اللہ تعالےٰ نے اس سے منع فرمایا ہے اور پھر فرمایا کہ " انّ بعض الظنّ اثم " اگر مولوی لوگ ہم سے بدظنی نہ کرتے اور صدق اور استقلال کے ساتھ وہ ہماری باتیں سنتے ۔ ہماری کتابیں پڑھتے اور پاس رہ کر ہمارے حالات کا مشاہدہ کرتے تو اُن الزامات کو جو وہ ہم پر لگاتے ہیں ہرگز نہ لگاتے لیکن جب انہوں نے خدا تعالےٰ کے اس ارشاد کی عظمت نہ کی اور اس پر کاربند نہ ہوئے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھ پر بدظنی کی ۔ اور میری جماعت پر بھی بدظنی کی ۔ اور جھوٹے الزامات اور اتہامات لگانے شروع کر دیئے ۔ یہاں تک کہ بعض نے بڑی بے باکی سے یہ لکھ دیا کہ یہ تو دہریوں کا گروہ ہے ۔ اور یہ لوگ نمازیں نہیں پڑھتے ۔ روزے نہیں رکھتے وغیرہ وغیرہ ۔ اب اگر وہ اس بدظنی سے بچتے تو ان کو جھوٹ کی لعنت کے نیچے نہ آنا پڑتا اور وہ اس سے بچ جاتے ۔ میں سچ کہتا ہوں کہ بدظنی بہت ہی بُری بلا ہے جو انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور صدق اور راستی سے دُور پھینک دیتی ہے اور دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے ۔ صدیقوں کے کمال حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان بدظنی سے بہت ہی بچے ۔ اور اگر کسی کی نسبت کوئی سوءظن پیدا ہو تو کثرت سے استغفار کرے اور خدا تعالےٰ سے دعائیں کرے "

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۷۱-۳۷۲)

غرضیکہ بدظنی ایسا گناہ ہے جو نہ صرف خدا کے ماموروں کا منکر اور مشرک بنا دیتا ہے بلکہ معاشرہ میں فتنہ و فساد اور باہمی تعلقات میں کشیدگی پیدا کرانے کا موجب بھی بدظنی ہوتی ہے ۔ اور بسا اوقات اصل حقیقتِ حال معلوم ہونے پر بدظنی کرنے والے کو انتہائی شرمندگی اور ذلّت کا شکار ہونا پڑ جاتا ہے ۔

موجودہ زمانہ میں بدظنی کے مضرات کے پیشِ نظر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نصرہ اللہ تعالیٰ نے پہلے دن سے ہی بیعت کے اقرار میں ان الفاظ کا اضافہ کرنا ضروری سمجھا کہ " میں بدظنی نہیں کروں گا "

سیدنا حضرت اقدس کتنے شاندار اور پیارے انداز میں نصیحت فرماتے ہیں :-

جو لوگ بدگمانی کو شیوہ بناتے ہیں ۔ تقویٰ کی راہ سے وہ بہت دُور جاتے ہیں
تم دیکھ کر بھی بد کو ۔ بچو بدگمان سے ۔ ڈرتے رہو ۔ عقابِ خدائے جہان سے
شاید تمہاری آنکھ ہی کر جائے کچھ خطا ۔ شاید وہ بد نہ ہو ۔ جو تمہیں ہے بدنما
شاید تمہارے فہم کا ہی کچھ قصور ہو ۔ شاید وہ آزمائش ربِّ غفور ہو
پھر تم تو بدگمانی سے اپنی ہوئے ہلاک ۔ خود سر پہ اپنے لے لیا ۔ خشمِ خدائے پاک

(درثمین صفحہ ۹۵)

دُعا ہے کہ مولا کریم ہم سب کو تکبّر اور بدظنی اور ہر قسم جملہ منہیات سے مجتنب رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے ۔

مرکزی اعلانات

نتیجہ امتحان انصاراللہ سہ ماہی اوّل ۱۹۸۱ء

امتحان انصاراللہ سہ ماہی اوّل ۱۹۸۱ء کا نتیجہ مجالس کو بھجوایا جا رہا ہے براہ کرم زعماء انصاراللہ اس نتیجہ کا اعلان اپنی مجلس میں فرمادیں۔ جزاکم اللہ

اس امتحان میں مکرم قاضی شریف احمد صاحب زعیم حلقہ ملتان چھاؤنی اوّل اور مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد رکن مجلس چک ۱۱۷ چھور دوم قرار دیئے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہ نمایاں کامیابی اُن کے لئے مبارک کرے اور دین کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والسّلام

حبیب اللہ خان

قائد تعلیم مجلس انصاراللہ مرکزیہ۔ ربوہ

ہفتہ اصلاح وارشاد

(۱)۔ امسال یہ رعایت مجالس انصاراللہ کو دی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے حالات کے مطابق ہفتہ اصلاح و ارشاد کے لئے تاریخیں خود مقرر کریں مگر ماہ اگست یا ستمبر میں، اور ان تاریخوں سے مرکز کو بھی اطلاع دیں تاہم آپ کی مدد کے لئے پروگرام بنا سکیں۔

(۲)۔ نیز ہفتہ اصلاح وارشاد کے دوران مجالس نے مندرجہ ذیل پروگرام خود ہی ترتیب دینے ہیں اور ان کی کامیابی کے لئے ابھی سے جدوجہد کرنی ہے۔

(۱) علمی مذاکرات یا مجالس سوال وجواب کا انعقاد۔

(۲)۔ سلائیڈز یا موویز فلم یا وی۔سی۔آر (ٹیلیویژن) کے ذریعہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی احباب تک پہنچانی

(۳)۔ حضور ایدہ اللہ سے ملاقات اور ربوہ کی برکات سے مستفید ہونے کے لئے ربوہ وفود لانے کا پروگرام۔

قائد اصلاح وارشاد

(مجلس انصاراللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

یک روزہ اجتماع مجالس انصاراللہ ضلع ڈیرہ غازیخان

۱۔ یہ اجتماع مورخہ ۲۹ مئی کو بمقام ڈیرہ غازیخان منعقد ہوا۔ اُس روز جمعہ تھا۔ مرکز سے دو علماء کا وفد آیا۔ جمعہ کا خطبہ مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف نے دیا۔ جس میں انہوں نے علم و عمل کا فلسفہ سمجھایا۔ اور کہا کہ نرا علم بغیر عمل کے بے فائدہ ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سی احادیث اور مثالیں دے کر واضح کیا کہ اسلام زبانی جمع خرچ کا نام نہیں۔ عمل کا نام ہے۔ دوستوں پر اسلام کے احکام سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے کی ضرورت ذہن نشین کرائی۔ جمعہ کے بعد باقاعدہ اجلاس شروع ہوا تلاوت عہد۔ اور نظم کے بعد مکرم مولانا حیدر علی صاحب ظفر مقامی مربی نے تربیت اولاد کے متعلق تقریر کی اور بہت اچھی طرح اس کی اہمیت کو واضح کیا۔ اُن کے بعد مکرم مولانا منیر الدین احمد صاحب مبلغ سویڈن نے انصاراللہ کی ذمہ داریوں کے متعلق تقریر کی۔ جو بہت مفصّل اور جامع تھی۔ دوستوں نے پوری توجہ اور انہماک سے ان تقاریر کو سُنا۔

۲۔ بعد ازاں زعماء انصاراللہ کا اجلاس ہوا۔ جس میں مکرم نائب قائد اصلاح و ارشاد ربوہ نے مجالس کی کارکردگی کا جائزہ لیا اور مناسب ہدایات دیں۔

۶ بجے بعد دوپہر ایک دوست کے مکان پر علمی مذاکرہ کی محفل ہوئی۔ احمدی دوستوں کے علاوہ ۶ غیر احمدی معزز سنجیدہ اور صاحب علم اشخاص موجود تھے۔ مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف نے اُن کے سوالات کے مدلّل اور تشفی بخش جواب دیئے۔ مہمانوں کی چائے سے تواضع کی گئی۔

۳۔ ½ ۸ بجے شب صرف سلائڈز کا پروگرام تھا۔ مکرم مولانا منیر الدین احمد صاحب مبلغ سویڈن نے یہ پروگرام دکھایا۔ اور سلائڈز کی تفاصیل بھی ساتھ کے ساتھ بتائے گئے۔ یہ دلچسپ پروگرام تھا۔

۴۔ اجتماع ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ مقامی تمام احمدی دوست شامل ہوئے۔ مستورات۔ خدام اور اطفال بھی جلسہ میں شریک رہے۔ ضلع کی دیگر مجالس سے کافی تعداد انصار اور خدام کی حاضر جلسہ تھی۔ مہمانوں صبح اور شام کا کھانا بھی پیش کیا گیا۔

ناظم انصاراللہ ڈیرہ غازیخان۔

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا ـ پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

(درثمین)

مجلس انصار اللہ حسین آگاہی ملتان کی ایک دلچسپ مجلس مذاکرہ

مورخہ ۱۷/۵/۸۱ بعد از نماز مغرب مجلس انصار اللہ حسین آگاہی ملتان شہر کے زیر اہتمام مکرم قاضی محمد اسحاق صاحب بسمل ناظم ضلع کی صدارت میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ مکرم مولانا برکت اللہ صاحب محمود مربی سلسلہ جماعت احمدیہ نے مختصر تقریر کے بعد سوالات کے جوابات دیئے۔ غیر از جماعت ۲۳ معززین افراد اور ۴۰ کے قریب جماعت کے افراد نے اجلاس میں شرکت کی۔ سوال و جواب کی مجلس نماز مغرب کے بعد شروع ہوئی اور یہ سلسلہ رات دس بجے تک جاری رہا۔ مکرم مربی صاحب نے نہایت برجستہ جوابات نہایت ہی احسن طریق پر دیئے۔ مذاکرہ کے اختتام پر غیر از جماعت معززین نے اصرار کیا کہ آئندہ بھی یہ طریق جاری رہنا چاہیئے تاکہ عقائد کے متعلق شک و شبہ کا ازالہ ہوتا رہے۔

(زعیم انصار اللہ حسین آگاہی ملتان شہر)

تبصرہ

مولانا عبدالمنان صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ مقیم ساہیوال نے "وفات مسیح اور مشاہیر عالم" کے عنوان سے ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے وفات مسیح کے حق میں نوے آراء درج فرمائی ہیں جس میں مسلم و غیر مسلم اہل قلم شامل ہیں۔ کتاب تین صد چوبیس صفحات پر مشتمل ہے۔ کتابت معیاری ہے اور ٹائیٹل دیدہ زیب۔ قیمت آٹھ روپے ہے اکٹھی کتب منگوانے پر دو روپے فی نسخہ رعایت بھی ہو سکتی ہے۔ احباب کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بے حد مفید ہوگا۔ تبلیغی نکتہ نگاہ سے بھی اس کی اشاعت بہت اہم ہے۔

ملنے کا پتہ :- مولانا عبدالمنان صاحب شاہد مسجد احمدیہ ساہیوال۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے ۔ کوئی دیں دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے ۔ یہ ثمر باغِ محمد سے ہی کھایا ہم نے

(از درثمین)

مجالس کی تربیتی پروگرام

رپورٹ پکنک منعقدہ ۲۷ مارچ ۱۹۸۱ء بمقام ہل پارک کراچی

مجلس انصار اللہ ضلع کراچی نے اپنی پہلی پکنک ۲۷ مارچ کو منعقد کرنے کا پروگرام بنایا۔ انتظام کے لئے مندرجہ ذیل عہدیداران پر مشتمل کمیٹی بنائی گئی۔

۱۔ نائب ناظم صف دوم ۲۔ مہتمم ایثار۔

۳۔ مہتمم صحت جسمانی و ذہانت۔

پکنک میں ۶۷ انصار ۱۱ خدام اور ۱۲ اطفال شریک ہوئے۔

پکنک کا وقت ۷ بجے مقرر تھا۔ انصار احباب ۷ بجے سے پہلے ہی آنا شروع ہو گئے۔ حتیٰ کہ سوا سات بجے پروگرام شروع ہوا۔ سب سے پہلے ناشتہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کی صدارت میں دلچسپ پروگرام شروع ہوا۔ دوستوں نے لطائف و ظرائف سے مجلس کو محظوظ کیا۔ ایک شاعر دوست نے اپنا کلام پیش کیا۔

مکرم محترم ناظم صاحب نے اس پکنک کی غرض و غایت بیان کی۔ اور بتایا کہ ہمارے دوشعبوں کی ملی جلی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ ہم اس وقت پر فضا مقام پر پکنک منا رہے ہیں۔

۱۹ انصار دوست دور دور سے سائیکلوں پر پکنک منانے کے لئے آئے۔

اس موقع پر اس خوشخبری کا بھی محترم ناظم صاحب ضلع نے اعلان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے انصار دوستوں کو اپنے اجتماع پر ربوہ سائیکلوں پر آنے کی اجازت دے دی ہے۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ دوست اس کے لئے تیاری کریں۔ اب تک خدا کے فضل سے تین دوست اپنے ارادے کا اظہار کر چکے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں اس کی ہمت۔ طاقت اور پھر اس کے لئے صحت بھی عطا کرے۔

سب دوستوں نے بڑے ہی پیار اور نظام کو مدنظر رکھتے ہوئے کام کئے۔ اور ہر ایک نے اپنی اپنی ڈیوٹی بہت اچھے طریق پہ انجام دی۔

اس کے بعد محترم امیر صاحب نے دعا کروائی اور پکنک اختتام پذیر ہوئی۔ اس موقع پر مجلس انصار اللہ لاہور کے ایک دوست نے بھی شرکت کی۔

(مہتمم عمومی مجلس انصار اللہ۔ کراچی)

رپورٹ پکنک حلقہ ماڈل ٹاؤن لاہور

(مکرم منتظم ذہانت وصحت جسمانی حلقہ ماڈل ٹاؤن لاہور)

۲۰ر مارچ ۱۹۸۱ء کو مجلس ماڈل ٹاؤن انصاراللہ نے پکنک منانے کا پروگرام بنایا۔ انیس مارچ کو شدید بارش ہوئی۔ لیکن الحمد للہ بیس مارچ کو موسم بہت اچھا ہوگیا۔ اور اراکین مجلس انصار اللہ پکنک کے لئے لارنس باغ بیٹھنا شروع ہوئے۔ حاضری ساٹھ افراد سے اوپر تھی۔

پکنک کی کاروائی کا آغاز۔ تلاوت قرآن پاک سے کیا گیا۔ جو مجلس کے ایک رکن خلیل احمد صاحب اختر نے کی اس کے بعد جناب زعیم صاحب اعلیٰ نے حاضرین کو دو گروپوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک گروپ کے لیڈر جناب سعید احمد خانصاحب مقرر ہوئے۔ اور دوسرے کے چوہدری نورالدین صاحب۔ ان گروپوں کو نصف گھنٹہ کے لئے باغ کی سیر کو بھجوایا گیا۔ انہیں کہا گیا کہ دونوں گروپ ہر چیز کا مشاہدہ کریں۔ واپسی پر ان سے سوالات کئے جائیں گے۔ دونوں گروپ سیر سے خوب محظوظ ہوئے۔ سوالات کرنے پر پتہ چلا کہ انہوں نے نہایت گہرا مشاہدہ کیا تھا۔ دو ٹیمیں اس مقابلہ میں برابر رہیں۔ موسم بہار کا ہونے کی وجہ سے باغ جناح شاندار اور رنگا رنگ۔ خوبصورت پھولوں سے بھرا پڑا تھا۔ احباب اس پکنک سے بہت ہی لطف اندوز ہو رہے تھے۔ اس کے بعد علمی پروگرام ہوا۔ جس کے لئے تمام حاضرین کو کاغذ اور پنسل دی گئی۔ یہ معلوماتی پروگرام بہت دلچسپ رہا نتیجہ مندرجہ ذیل رہا۔

اوّل :- گلزار احمد صاحب　$\frac{11}{14}$

دوم :- محمد احمد خان صاحب۔ چوہدری نورالدین صاحب۔ خلیل احمد اختر صاحب۔ ڈاکٹر غلام احمد صاحب　$\frac{10}{14}$

سوم :- لطیف احمد طاہر　$\frac{9}{14}$

اس کے بعد بچوں کا ایک خاص پروگرام ہوا جس میں عزیزم مبشر احمد۔ طاہر احمد۔ محمد عامر خان نے تقریریں کیں۔ اور عزیزہ ثمن رعنا نے تلاوت کی۔ ازاں بعد خاکسار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت الفضل سے ایک مضمون سنایا۔ جس کے بعد زعیم صاحب اعلیٰ نے انصار اللہ کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ ایک بجے نے سب اصحاب کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ ازاں بعد جمعہ کی نماز ادا کی گئی۔ تین بجے پکنک کا اختتام ہوا۔

مندرجہ ذیل صاحبان نے پکنک کے انتظام میں نمایاں حصّہ لیا۔ اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

(۱) میجر غلام احمد صاحب زعیم اعلیٰ۔ (۲) سلمان خالد صاحب۔ (۳) عرفان خالد صاحب۔ (۴) لطیف احمد صاحب طاہر

ماهنامہ انصاراللہ ربوہ وفا ۱۳۶۰ هش رجسٹرڈ نمبر ایل ۳۸۳ء
جولائی ۱۹۸۱

مجلس انصاراللہ مرکزیہ کا

۲۴واں سالانہ اجتماع

۱۳۶۰هش/۱۹۸۱ء

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس انصاراللہ مرکزیہ کا چوبیسواں

سالانہ اجتماع

مورخہ ۳۰ - ۳۱ اخاء و یکم نبوت ۱۳۶۰هش بمطابق ۳۰ - ۳۱ اکتوبر و یکم نومبر ۱۹۸۱ بروز جمعہ ہفتہ اتوار مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ میں منعقد ہو گا (انشاءاللہ) تمام اراکین و عہدیداران مجالس انصاراللہ ان تاریخوں کے مطابق سالانہ اجتماع میں شرکت کی تیاری شروع کر دیں اور کوشش فرمائیں کہ سو فیصد مجالس کی نمائندگی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ انصار مرکزی اجتماع میں شریک ہو کر امام وقت کے ارشادات سے مستفیض ہوں -

(صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا